REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT.NO.R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTEL REGISTRATION NO PKDP.- 3.

جلد ۳۷ — شمارہ ۳

لقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۳ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۱۶۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲؍ جمادی الثانی ۱۴۰۸ ہجری — ۲۱؍ صلح ۱۳۶۷ ہش — ۲۱؍ جنوری ۱۹۸۸ء

اِرشاداتِ عالیہ

ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے

خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے

سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام

جماعت کو تیار کرنے کی غرض

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاقِ حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چُپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دُنیا کے قانون ہیں۔ ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں اُن کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفاتِ حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتتِ اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود بھی قرب کے میدان سے گرائے جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸)

خوش اخلاقی ایک جوہر ہے

بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا۔ اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔ یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدامِ قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے۔ لیکن انسانیت کا تقاضہ اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۸۱)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۷؍ صلح جنوری ۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ملنے والی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں اور دن رات مہمات دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن معروف ہیں احباب کرام اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں

● ۔ آمدہ اطلاع کے مطابق محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ ربوہ میں بخیر و عافیت ہیں ۔ الحمد للہ ۔

● ۔ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ و قائمقام امیر مقامی مورخہ ۱۵؍۱؍۸۸ کو دورہ پر روانہ ہو چکے ہیں آپ کے بعد محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز قائمقام ناظر اعلیٰ ہی بطور قائمقام امیر مقامی بھی فرائض سر انجام دے رہے ہیں مقامی طور پر جملہ درویشان کرام و احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

● ۔ جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ پاکستان کے مختلف شہروں میں متعدد احمدی اسیران راہ مولیٰ قید و بند کی صعوبتیں جھیل رہے ہیں یہ تمام افراد احباب جماعت احمدیہ کی خصوصی دعاؤں کے مستحق ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ایسے سب احباب کی مخلصی اور نجات کی تدبیروں کو کامیاب کرے اور ان سب احباب کو استقامت کے ساتھ قربانی پیش کرنے کی توفیق دے اور اپنی جناب سے ان قربانیوں کو قبول کر کے ان تمام احباب کو اپنے بے پناہ فضلوں سے نوازتا چلا جائے ۔ سب اسیران راہ مولیٰ احباب جماعت کی خاص التماس دعاؤں کے حقدار ہیں حضرت امام جماعت احمدیہ نے ان اسیران راہ مولیٰ کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:۔

" ان کو دعاؤں میں یاد رکھنا ہمارا فرض ہے ان کے ذکر کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔"

(ادارہ)

منیر احمد عارف ... پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان
۲۱ر صلح ۱۳۶۷ ہش

یومِ جمہوریت — یومِ احتساب

وطن عزیز صدیوں کی غلامی کے بعد ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہوا اور ۲۶ر جنوری ۱۹۵۰ء کو ہندوستان کے روشن دماغ اور بیدار مغز قومی راہنماؤں پر مشتمل پہلی آزاد آئین ساز اسمبلی کا انتہائی دوراندیشی اور عرق ریزی کے ساتھ تیار کردہ پہلا آزاد جمہوری آئین ملک میں نافذ کیا گیا۔ تب سے ہر سال ۲۶ر جنوری کو یوم جمہوریت کے نام سے غیر معمولی اہتمام، دھوم دھام اور تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔

ہندوستان کے ستر کروڑ عوام آج پھر پورے جوش و جذبہ کے ساتھ اپنے یوم جمہوریت کی ۳۸ ویں سالگرہ منانے کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں مگر ان میں سے بہت کم ایسے ہوں گے جنہیں اس حقیقت کا علم ہوگا کہ کسی بھی ملک کا یوم آزادی یا یوم جمہوریت اس ملک کا یوم احتساب ہوتا ہے جو ہر سال ہمیں یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم سال گزشتہ کی کامیابیوں اور ناکامیوں پر یکجائی نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ آیا ہم نے اپنے حقوق اور مفادات کے ساتھ ان ذمہ داریوں اور فرائض کو بھی ملحوظ رکھا ہے یا نہیں جو ایک آزاد جمہوری مملکت کے آزاد شہری ہونے کے ناطے ہم پر عائد ہوتی ہیں۔

جہاں تک حقوق کا تعلق ہے ہر باشعور ہندوستانی بخوبی جانتا ہے کہ آئین کی رو سے ہندوستان ایک غیر مذہبی جمہوری مملکت ہے۔ جس کے تمام باشندے خواہ وہ کسی بھی مذہب، قوم اور نسل سے تعلق رکھتے ہوں ہندوستانی شہریت کی مشترک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ ہر شہری کو ملکی وسائل سے یکساں طور پر متمتع ہونے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ مذہب، ذات، برادری، زبان یا کسی خاص علاقے سے تعلق رکھنے کی بناء پر کسی فرد کو ہندوستانی شہریت کے کسی بھی آئینی حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس سلسلہ میں کسی کے ساتھ کسی نوع کا کوئی امتیاز برتا جا سکتا ہے۔ دستور ہند میں بلا استثناء ہر فرد کو جو بنیادی حقوق دیئے گئے ہیں ان میں شہری، مذہبی، تعلیمی، ثقافتی، تمدنی، ملکیتی اور آئینی مساوات و آزادی کے حقوق سرفہرست ہیں۔ اور چونکہ حقوق کے ساتھ فرائض کا بھی چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس لئے آئین ہند میں ملک کے ہر شہری کو دیئے گئے حقوق اور تحفظات کے پہلو بہ پہلو اس پر کچھ فرائض اور ذمہ داریاں بھی عائد کی گئی ہیں جنہیں پورا کرنا ہر فرد کے لئے یکساں طور پر ضروری ہے۔ اگر ہم یا ہمارے والدین ہندوستان میں پیدا ہوئے یا آئین کے نفاذ سے کم از کم پانچ سال پہلے سے ہماری سکونت ہندوستان کے کسی علاقہ میں چلی آ رہی ہے تو ہم آئینی طور پر اس ملک کے شہری ہیں۔ اس ناطے ہماری زندگی اور ہمارا طرز عمل کلی طور پر ملکی آئین کے تابع ہے۔ اندریں صورت ہمارا اولین فرض ہے کہ ہم ملک اور اس کے آئین کے وفادار رہیں اور ان آدرشوں، قدروں اور اصولوں کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں جو آزاد بھارت کی تعمیر کرنے والے ہمارے عظیم راہنماؤں نے ہمیں دیئے ہیں۔

دستور ہند کے خالق ڈاکٹر بی آر امبیدکر کے الفاظ میں اگر ہم محض نام کی نہیں بلکہ حقیقی جمہوریت قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے ازبس ضروری ہے کہ ہم اپنے جائز حقوق اور مقاصد کے حصول کے لئے سول نافرمانی، عدم تعاون اور ستیہ گرہ جیسے تخریبی ذرائع اختیار کرنے کی بجائے صحیح آئینی طریقوں کو استعمال کریں۔ کیونکہ جس معاشرہ میں آئینی چارہ جوئی کی سہولیات اور عدلیہ کی مراعات موجود ہوں وہاں غیر آئینی طریقے اختیار کرنے کا جواز پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ہتھکنڈے اندرون ملک فتنہ و فساد کو ہوا دینے اور انارکی پھیلانے کی گرانٹر کے سوا کچھ نہیں۔

قومی اور اجتماعی ترقی کا عمل ایک طویل اور صبر آزما سفر کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں قدم قدم پر رکاوٹیں بھی پیش آتی ہیں اور بہت سے خطرات بھی۔ لیکن باشعور و باہمت قومیں حوصلہ ہارنے کی بجائے پامردی کے ساتھ ان خطرات کا مقابلہ کرتی ہیں اور راہ میں حائل ہونے والی دشواریوں سے بے نیاز ہو کر مستقل مزاجی کے ساتھ اپنی راہ پر گامزن رہتی ہیں۔ اس جہت سے جب ہم ملک کی گزشتہ ہزاروں سال پرانی تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو آزادی کے بعد کا چالیس سالہ دور ایک بالکل انوکھا اور نیا باب دکھائی دیتا ہے اس اثناء میں بے شک ملک کے تمام حصول اور طبقوں کو پستیوں سے اٹھا کر شاہراہ ترقی پر گامزن کرنے کی منظم کوشش کی گئی ہے اور اس عمل میں زراعت، آبپاشی تعلیم، روزگار، صحت، خوراک، صنعت و حرفت، سائنس اور ٹیکنالوجی وغیرہ کسی بھی شعبے کو نظرانداز نہیں کیا گیا۔ مگر معاشی میدان میں حاصل ہونے والی ان کامیابیوں کے پہلو بہ پہلو بلاشک و شبہ ہم سے کچھ ایسی کوتاہیاں اور غلطیاں بھی سرزد ہوئی ہیں جن کی وجہ سے ملک کو درپیش بعض مسائل سلجھنے کی بجائے کہیں زیادہ سنگین اور پیچیدہ ہوتے چلے گئے ہیں جن میں افراط زر، بے روزگاری اور اشیاء ضروریہ کی قیمتوں میں بتدریج ہوشربا اضافہ سرفہرست ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آج ملک میں ہر طرف مایوسی، بے اطمینانی اور بداعتمادی کے مہیب بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ایسی فکر انگیز صورت حال کی موجودگی میں ارباب حکومت اور ملک کے عوام دونوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی کامیابیوں پر خوشی کے شادیانے بجانے کے ساتھ ساتھ گزشتہ کوتاہیوں اور غلطیوں کا بھی پورا پورا جائزہ لیں کہ کیا ہم نے حصول آزادی کے بعد کیا کھویا اور کیا پایا ہے۔ یہ جائزہ یقیناً ہمیں ایک نیا احساس نئی قوت اور نیا عزم عطا کرے گا اور وطن عزیز کو دنیا کی نگاہوں میں ایک مضبوط، ممتاز اور باوقار جمہوری مملکت کے طور پر ابھارنے میں ممد ثابت ہوگا۔

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب

(خورشید احمد انور)

مبارک باد!

یومِ جمہوریہ ہند!

کتنا پیارا ہند کا یہ سیکولر آئین ہے
قابلِ صد احترام و واجب تحسین ہے

اس میں محفوظ ہیں بلاشک فرد کے سارے حقوق
پھر حیاتِ اجتماعی کے لئے تسکین ہے

کہتے ہیں اہل نظر بے مثل یہ آئین ہے
قوم کی اس میں ترقی، ملک کی تزئین ہے

سرحدیں محفوظ ہیں اور ملک میں امن و اماں
تمکنت ظاہر ہے اور تہذیب کی تمکین ہے

یاالٰہی پاک ہوں دل، نیتیں بھی صاف ہوں
دین و مذہب اور دھرم میں بھی یہی تلقین ہے

ہندو، مسلم، سکھ اور سب مل کے رہنا سیکھ لیں
شرفِ انسانی بھی ہے اور مقصدِ تکوین ہے

بس اسی مقصد کی خاطر مل کے سب کوشاں ہوں
یہ دعا اپنی ہمیشہ ہے یہی تامین ہے

خاکسار: عبدالرحیم راٹھور

خطبہ جمعہ

ہر احمدی مرد، عورت اور بچہ تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہو

اس کے نتیجہ میں اس کا مستقبل بنے گا اور جماعت کو پہلے سے بہت زیادہ تعداد متقیوں کی نصیب ہو جائیگی

اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور جماعت ہر پہلو سے خدا کی نظر میں ترقی کرتی چلی جائے آمین

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳۰ اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء بمقام پورٹ لینڈ آریگن امریکہ

محترم عبدالحمید فازی صاحب ۱۶ گریسن ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر بھی ادا کیا جائے، کم ہے۔ یہ ایک ایسا محاورہ ہے جو عموماً خاص مواقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے آج کا دن جبکہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور اس کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ اس مسجد میں، جو پورٹ لینڈ (PORTLAND, OREGON, USA) میں ہی تعمیر ہونے والی پہلی مسجد نہیں بلکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ امریکہ کے سارے مغربی ساحل میں،

یہ وہ پہلی مسجد ہے

جو ابتدا سے اسی غرض سے تعمیر کی گئی کہ خدا کے لئے عبادت گاہ کے طور پر بنائی جائے گی۔ اور آخر تک مسجد ہی کی غرض سے تعمیر ہوئی اور مکمل ہوئی تو یہ چونکہ امریکہ کے سارے مغربی ساحل کے ساتھ بنائی جانے والی پہلی مسجد ہے اس لحاظ سے یہ دن ہمارے لئے غیر معمولی خوشی کا دن اور تشکر کا دن بنتا ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ محاورہ صرف چند مواقع کے لئے نہیں بلکہ زندگی کے ہر لمحے پر چسپاں ہونے والا محاورہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اگر آپ بنظر غائر دیکھیں، اگر تدبر کریں اپنی زندگی کے حالات پر، اور زندگی کا لمحہ لمحہ جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ اس پر اور اس کے پس منظر پر غور کریں تو خدا کا شکر کسی پہلو سے، زندگی کے کسی لمحے میں بھی، ادا ہو نہیں سکتا۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر ایک قسم کی غفلت کی نگاہ سے اپنے گردوپیش کو دیکھتے ہوئے زندگی گذار دیتے ہیں اور ہم میں سے اکثر اس بات سے بھی بے خبر رہتے ہیں کہ ان کی زندگی کی تعمیر میں قانون قدرت نے کتنی لمبی اور کتنی وسیع تیاری کی تھی۔ اور کتنا عظیم، چند سو یا چند ہزار سال کا احسان نہیں بلکہ لاکھوں، کروڑوں، اربوں سال کا احسان ہے کائنات کے بنانے والے کا، جو ہماری زندگی جو کے بعض لمحوں کی تعمیر کے لئے، ایک منصوبے کی صورت میں ہم سے پہلے کھولا گیا تھا۔ بہر حال جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ ہم میں سے اکثر بد قسمتی سے، غفلت کی حالت میں رہتے ہیں، غفلت کی حالت میں ہی زندگی

گذار دیتے ہیں۔ اس لئے ہم ایک دوسرے سے معاملات میں تو شکریہ کے جذبات نمایاں طور پر پاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے معاملات میں بعض وقت غیر معمولی احسانات کو بھول جاتے ہیں۔ چند ایسے بزرگوں کے واقعات ہمیں ملتے ہیں جن کی عادت تھی کہ وہ ہر بات کی تہہ میں ڈوب کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔ چند ایسے بزرگوں کے واقعات جب میں کہتا ہوں تو مراد یہ نہیں کہ اسلام میں صرف چند ایسے بزرگ پیدا ہوئے بلکہ مراد یہ ہے کہ چند ایسے بزرگوں کے واقعات جو ہم تک پہنچے ہیں۔ ورنہ لاکھوں ایسے خدا کے بندے اسلام میں پیدا ہوئے ہوں گے جن کی زندگیاں تشکر کے لئے وقف تھیں لیکن جن کے واقعات تاریخ میں ریکارڈ نہیں ہو سکے اور جن کی عادت اپنے دلی جذبات کو اس حد تک چھپانے کی تھی کہ وہ واقعات ریکارڈ کرنے کے لئے کوئی تیار بھی ہوتا تو اُسے مہیا نہ ہوتے۔

ایک واقعہ

ان میں سے یہ ہے کہ ایک شخص ایک بزرگ کی خدمت میں مٹھائی کا ٹوکرا لے کر آیا جس میں بہت سے لڈو تھے۔ اور ان کے ساتھ بہت سے شاگرد بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے وہ لڈو اپنے شاگردوں میں تقسیم کر دیئے اور ایک لڈو خود اٹھا لیا۔ اور شاگرد تو ایک سے زیادہ لڈو کھا کر بہت دیر پہلے فارغ ہو گئے۔ لیکن وہ بزرگ اس میں سے ایک ایک دانہ منہ میں ڈالتے تھے اور کچھ سوچتے رہتے تھے اور اُسے چباتے رہتے تھے یہاں تک کہ جب انتظار میں دیر ہو گئی تو ایک شاگرد نے ادب سے پوچھا کہ آپ نے تو لڈو کا ایک معمولی حصہ بھی نہیں کھایا جبکہ ہم مدت سے فارغ ہو چکے ہیں۔ کیا بات ہے؟ کوئی خاص پریشانی کی بات تو نہیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ جب میں نے پہلا دانہ منہ میں ڈالا تو مجھے خیال آیا کہ بظاہر یہ صرف ایک حلوائی کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے قوانین اور ان قوانین کے تابع بہت سے کام کرنے والے اس

"نماز اور استغفار دل کی غفلت کے عمدہ علاج ہیں"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ...)

پیشکش:- گلوب ربر مینوفیکچررس ۱۰ بی رابندرا سرانی۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

فون:- 27-0441
گرام:- "GLOBEXPORT"

لڈو کی تعمیر میں اس سے بہت پہلے حصہ لے چکے ہیں اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھ تک جو خدا تعالیٰ نے یہ لڈو پہنچایا۔ اس سے پہلے کتنے خدا تعالیٰ کے احسانات ہیں جنہوں نے مجتمع ہو کر اس لڈو کی شکل اختیار کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سوچا کہ ایک وقت ایک زمیندار گنے کا بیج لے کر نکلا ہو گا۔ پتہ نہیں کس موسم میں، کس تلخی کے ساتھ وہ کھیتوں تک پہنچا اور اس سے پہلے پھر اس نے اس کھیت کی تیاری میں بھی بہت محنت کی ہو گی۔ پھر اس نے گنے کی قلمیں اس کھیت میں کاشت کیں پھر سارا سال ان کی حفاظت کی ان کو پانی دیا، ان کی کھاد کا خیال رکھا۔ چوروں، اچکوں سے ان کو بچایا پھر وہ وقت آیا کہ اس کا کھیت ہرا بھرا ہو کر جوان ہوا اور اس قابل ہوا کہ اس کو شکر میں تبدیل کر لیا جائے۔ پھر اس نے وہ آلات خریدے جن کے ذریعہ گنے کا رس نچوڑا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا یہاں تک پہنچتے ہی میرا ذہن اس طرف چلا گیا کہ جن سے وہ آلات خریدے ان آلات کی بھی تو ایک داستان ہے۔ وہ لوہا کسی زمانے زمین میں دبا ہوا تھا جس نے اس آلے کا جزو بننا تھا جس سے آخر گنے کا رس نچوڑا جانا تھا۔ کس طرح خدا تعالیٰ نے انسان کو توفیق بخشی کہ وہ اس بات کو دریافت کرے کہ لوہا اس کے لئے مفید ہے! پھر اس فن میں ترقی دی۔ سینکڑوں نسلیں اس کام میں لگی رہیں یہاں تک کہ ترقی کرتے کرتے رفتہ رفتہ انسان اس قابل ہوا کہ ایسی مشین بنا سکے۔ پھر وہ کون لوگ تھے جنہوں نے یہ مشین بنائی اور بالآخر جب یہ مشین تیار ہوئی تو اس زمیندار تک کیسے پہنچی؟ اس کی بھی ایک داستان۔ غرضیکہ وہ بتاتے رہے، جوں جوں میں غور کرتا چلا گیا اور شاخیں تصور کے لئے پھوٹتی رہیں جن پر میرا تصور سفر کرتا رہا۔ اور یہ معاملہ حد سے اتنا زیادہ پھیل گیا اور وسیع ہو گیا کہ تیز سفر کرنے کے باوجود بھی میں اب تک ان تمام مراحل پر غور نہیں کر سکا جن مراحل سے گذرنے کے بعد یہ لڈو بالآخر اس شکل میں مجھ تک پہنچا ہے۔ اور شروع سے آخر تک خدا تعالیٰ کا مقصد یہ تھا کہ یہ نعمتیں انسان کے لئے پیدا کی جائیں اور انسان شکر گذار بندہ بنے۔ اور قرآن کریم میں واقعۃً یہی ذکر ملتا ہے کہ ہم نے تمام کائنات کو انسان کے لئے مسخر کیا ہے تو

ایک لامتناہی سلسلہ

ہے کائنات کا جو جتنا غور کریں اتنا کم ہونے کی بجائے پھیلتا چلا جاتا ہے۔ تنگ ہونے کی بجائے وسعت پذیر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور انسانی نگاہ کھوتی جاتی ہے۔ حتی کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ تم غور کر کے دیکھو تم خدا کی کائنات میں کہیں کوئی سقم، کوئی رخنہ نہیں پاؤ گے۔ تمہاری نگاہیں تمہاری طرف واپس لوٹ آئیں گی لیکن پھر بھی کوئی رخنہ نہیں پائیں گی۔ پھر غور کرو۔ پھر نگاہیں دوڑاؤ۔ تمہاری نگاہیں تھکی ہاری ناکام ہو کر پھر تمہاری طرف لوٹ آئیں گی مگر خدا کی کائنات میں تم کوئی رخنہ نہیں پاؤ گے۔

تو یہ سفر تو لامتناہی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہر انسان ہر لمحے میں اس لمحے کا حق ادا کر سکے کیونکہ ایسے تصورات، اور ایسی سوچوں کے لئے محرکات اگرچہ ہر وقت موجود ہیں لیکن انسان کی زندگی اور بھی کاموں اور توجہات کا مرکز ہے۔ اس لئے ناممکن ہے کہ ایک لمحے پر غور کرتے ہوئے انسان ان تمام باتوں کا جائزہ لے سکے جو اللہ تعالیٰ کے احسانات کے طور پر انسان کے پس منظر میں موجود ہیں۔ اگر اس لمحے کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے گا تو اگلے لمحے کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ اگر اگلے لمحے کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس سے اگلے لمحوں کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے تو یہ کسی خاص موقعے پر اس محاورے کا استعمال نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ہماری زندگی کے ہر لمحے پر یہ محاورہ چسپاں ہوتا ہے اور فی الحقیقت چسپاں ہوتا ہے اور بڑی وسعت اور گہرائی کے ساتھ چسپاں ہوتا ہے۔

پس آج بھی انہی لمحات میں سے ایک لمحہ ہے۔ انہی ساعتوں میں سے ایک ساعت ہے جن کے شکر کا حق ہم ادا نہیں کر سکتے۔ مگر ایک بات ضرور ہے کہ اگر مساجد کی تعمیر کے شکر کا حق ادا کرنا ہو تو عبادت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اور سب سے بہتر خدا تعالیٰ کے تشکر کا ذریعہ یہی ہے کہ انسان ہر ایسے موقعے پر، جب خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے کوئی گھر تعمیر کیا جائے اپنی عبادت کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کرے۔ اس سے زیادہ معنی خیز، اس سے زیادہ حقیقی، شکر اور کسی طریق پر خدا تعالیٰ کا ادا نہیں ہو سکتا۔

اس مختصر خطاب کے ساتھ جو اس مسجد سے تعلق میں ہے، میں اب اس خطاب کے دوسرے حصّے کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ کیونکہ آج کا دن ہمارے لئے ایک اور پہلو سے بھی بڑا اہم دن ہے۔

تحریک جدید جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے والے القاء کے نتیجے میں ۱۹۳۴ء میں شروع کی تھی۔ یہ تحریک اب اپنے ۵۴ ویں سال میں داخل ہو رہی ہے۔ اور اس کو آج ۵۳ سال مکمل ہوتے ہیں۔ اس پہلو سے ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے، یعنی خلفاء کا۔ کہ اس دن کے جمعے کو یا اس سے پہلے جو اس آخری ہفتے میں جمعہ ہو، اس کو تحریک جدید سے متعلق وقف کیا جاتا ہے۔ چنانچہ میں اب مختصراً

تحریک جدید سے متعلق آپ سے کچھ باتیں

کہوں گا۔

تحریک جدید کے کئی پہلو ہیں۔ ایک پہلو تو انتظامی ہے۔ ایک پہلو ہے، تحریک نے دنیا میں کیا کچھ حاصل کیا۔ اور ایک پہلو وہ ہے جس کا ہماری قربانی سے تعلق ہے۔ یہ خطبہ جمعہ جو آج دیا جا رہا ہے اور اس دن پہلے بھی دیا جاتا رہا ہے۔ اس کا تعلق پہلے دو امور سے نہیں بلکہ صرف جماعت کی مالی قربانیوں سے متعلق ہے۔ روایۃً خلفاء پہلے مختصر سال کی رپورٹ پیش کرتے ہیں اور اس کے بعد نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتے ہیں۔

جہاں تک عمومی تاریخ کا تعلق ہے اور موازنہ کرنے کے لحاظ سے سال بہ سال [illegible] تجزیئے کا تعلق ہے۔ یہ بات تو ہر احمدی، بڑا ہو یا چھوٹا، خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر سال جماعت کا قدم ہر شعبے میں ترقی کی طرف رہا ہے۔ اور دنیا کے حالات، خواہ وہ کیسے بھی ہوں، کبھی کبھی برے رنگ میں

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان حمید ساری ہاؤس صالح پور کٹک (اڑیسہ)

جماعت احمدیہ کی مالی قربانی پر اثر انداز نہیں ہو سکے۔ شدید ترین مخالفتوں کے دور میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہر قسم کی مالی قربانی میں آگے ہی قدم بڑھاتی رہی ہے۔ اور اس عمومی تاریخ کا اطلاق تحریک جدید کے ساتھ بھی اسی طرح ہے جس طرح باقی دیگر امور کے ساتھ ہے۔ چنانچہ امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو سال ختم ہو رہا ہے، ہمیں یعنی جماعت احمدیہ کو یہ توفیق ملی ہے کہ گذشتہ سالوں سے بڑھ کر وعدہ جات لکھوائے اور گذشتہ سالوں سے بڑھ کر وعدہ جات کو اس مدت کے اندر پورا کرنے کی سعی کرے۔ ان دونوں پہلوؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ سال جو زیر تبصرہ ہے۔ گذشتہ سالوں سے بہت بہتر ہے۔ اس پہلو سے سب سے پہلے تو میں پاکستان سے متعلق گذارش کرتا ہوں۔

پاکستان میں جماعت پر جس قسم کی سختی کے حالات ہیں ان کے پیش نظر سب سے زیادہ وہم یہ پیدا ہو سکتا تھا کہ کہیں پاکستان میں جماعت کسی پہلو سے مالی قربانی میں پیچھے نہ رہ جائے۔ اور جیسا کہ گذشتہ سالوں میں میں آپ کو خوشخبری دیتا رہا ہوں۔ نہ پہلے ایسا ہوا ہے۔ نہ اس دفعہ ایسا ہوا ہے نہ آئندہ انشاء اللہ کبھی ایسا ہوگا۔

ہر قسم کے حالات میں جماعت احمدیہ کا قدم ترقی کی طرف ہی اٹھا ہے

اور اس سال بھی ترقی ہی کی طرف اٹھا ہے۔ اور ہر پہلو سے ترقی کی طرف اٹھا ہے۔ وعدوں کے لحاظ سے بھی، زیر تبصرہ سال، پچھلے سب سالوں سے آگے ہے اور نمایاں اضافہ ہے۔ وصولی کی رفتار کے لحاظ سے بھی سال زیر تبصرہ پچھلے سب سالوں سے آگے ہے اور نمایاں اضافہ ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مجاہدین تحریک جدید کے لحاظ سے بھی یہ سال گذشتہ سب سالوں سے بڑھ کر ہے اور نمایاں اضافہ ہے۔ مجاہدین کی تعداد کا جہاں تک تعلق ہے، سابقہ تعداد ۶۶۵۴۵ تھی۔ اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷۰،۱۰۰ تک یہ تعداد پہنچ چکی ہے۔ لیکن یہ صرف پاکستان کی تعداد ہے۔ بیرون پاکستان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

تفصیلی طور پر جماعتوں کا ذکر کرنا یہاں مشکل ہوگا۔ کیونکہ بہت زیادہ تعداد ہے جماعتوں کی، جن کا تفصیلی موازنے کا یہاں وقت نہیں ہے۔ اگرچہ تحریک جدید نے وہ رپورٹ مجھے بھجوا دی ہے۔ لیکن اگر عمومی طور پر دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر دفتر میں وعدوں میں بھی اضافہ ہے اور وصولی میں بھی اضافہ ہے۔ جب میں دفتر کہتا ہوں تو شاید آپ میں سے بہت سے نوجوان، جن کو پاکستان چھوڑے ہوئے مدت گذر گئی اور جن تک بعض وجوہات کی وجہ سے خطبات باقاعدہ نہیں پہنچتے۔ شاید وہ نہ سمجھ سکیں کہ دفتر سے کیا مراد ہے۔ اس لئے پہلے میں مختصراً

"دفتر" کی اصطلاح کا تعارف

کراتا ہوں۔

"دفتر" سے مراد ہے۔ جس وقت تحریک جدید کا آغاز ہوا تھا اس سال جو خوش نصیب اس تحریک میں شامل ہوئے تھے ان کی جتنی تعداد تھی، وہ ایک لمبے عرصے تک ایک دفتر کے سپرد رہی۔ یعنی تحریک جدید کا ایک دفتر ان کے اندراجات کا ذمہ دار تھا ان کے ریکارڈ کا، ان کو یاد دہانیاں کرانے کا اور ان کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرنے کا ذمہ دار تھا۔ اس زمانے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر تقریباً ۵ ہزار مجاہدین تحریک جدید تھے جنہوں نے اس میں حصہ لیا۔ اور تمام دنیا میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نئے مشن اور نئی مساجد بنانے کی تمام تر ذمہ داری ان ۵ ہزار قربانی کرنے والوں پر تھی۔ اگرچہ وہ زمانہ جماعت پر بہت غربت کا تھا لیکن ان پانچ ہزار نے اپنی آمد کی نسبت سے جو حیرت انگیز قربانی کی ہے وہ ایسی ہے کہ ہمیشہ تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے لکھی جائیگی۔ بہت ہی غریب لوگوں نے جن کو دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں آتی تھی۔ اپنے پیٹ کاٹ کر اپنے بیوی بچوں کی قربانی دے کر ان تحریکات میں حصہ لیا اور جب آپ دیکھیں کہ انہوں نے کیا دیا تو بظاہر وہ ایک بہت ہی معمولی رقم نظر آتی ہے۔ کیونکہ ایک غریب کی قربانی اس کی توفیق کی مناسبت سے ہی ہوا کرتی ہے۔ عورتوں نے بھی حصہ لیا بچوں نے بھی حصہ لیا۔ بہت ہی لمبی داستان ہے جو دردناک بھی ہے اور قابل فخر بھی۔ کیونکہ قربانی کی تاریخ جتنی زیادہ دردناک ہوا کرتی زیادہ قابل فخر ہوا کرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ لوگ ایسے ہیں جن کو دفتر اول کے طور پر یاد کیا جاتا ہے اور ہمیشہ تاریخ میں ہر دوسرے دفتر پر ان کو ایک فوقیت رہے گی اور ایک سبقت رہے گی۔

دوسرا دفتر دس سال کے بعد قائم کیا گیا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غرض سے قائم کیا کہ پہلے لوگ اس عرصے میں نئی نسل پیدا کر چکے ہیں اور پہلی نسلوں میں سے بھی کچھ جوان ہو کر اس قابل ہوتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کمانا شروع کر دیا ہوگا۔ تو پہلوں کو ایک امتیاز دینے کی خاطر بھی اور نئے نوجوانوں کو دوبارہ موقع دینے کی خاطر اس نئے دفتر کا آغاز کیا گیا جس کو آج ۴۳ واں سال گذر رہا ہے۔ پھر آج سے ۲۳ سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے تیسرے دفتر کا آغاز کیا جس کو آج تیئس ۲۳ سال گذر چکے ہیں۔ اور وہ نسلیں جو دوسرے دفتر سے لے کر تیسرے دفتر تک یعنی تقریباً ۲۰ سال کے عرصے میں بڑی ہوئی تھیں ان کو موقع ملا کہ وہ بھی جہاں تک ممکن ہو دین کی خاطر قربانی کے مظاہرے کریں اور سب سے آخر پر دو سال قبل اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ دفتر چہارم کا آغاز کروں۔ گویا ۲۱ سال کے بعد تو اس پہلو سے اس وقت چار دفاتر ہیں جن کا تعلق ان متعلقہ عرصے میں بڑے ہونے والوں اور نئے شامل ہونے والوں کے ساتھ ہے جو ان سنگ ہائے میل کے درمیان پیدا ہو گئے یا بڑے ہو گئے اس پہلو سے جب میں کہتا ہوں کہ چاروں دفتر خدا تعالیٰ کے فضل سے روبہ ترقی ہیں تو صرف

ایک فرق ہے جس کو وضاحت سے بیان کرنا ضروری ہے

دفتر اول کے متعلق یہ کہنا تو درست نہیں ہو سکتا کہ اس میں قربانی کرنے والوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ۱۹۳۴ء میں جو نسل موجود تھی اور ان میں سے ۵ ہزار قربانی کرنے والے آگے آئے تھے ان میں ایک بڑی تعداد صحابہ کی تھی۔ بڑی عمر کے بزرگوں کی تھی۔ اور ایک تعداد بچوں کی بھی تھی۔ وہ تمام بزرگ، صحابہ گذر چکے ہیں۔ غیر صحابہ جو پہلے درجے کے تابعین تھے، جنہوں نے صحابہ سے تربیت پائی ان میں سے بھی اکثر فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے اس دفتر کے متعلق یہ کہنا تو بہرحال درست نہیں ہوگا کہ ان کی تعداد بھی باقی دفاتر کی طرح ترقی کر رہی ہے۔ اور ان کا چندہ بھی باقی دفاتر کی طرح ترقی کر رہا ہے۔ چندے کے لحاظ سے تو ممکن ہے کہ ترقی ہو یعنی ظاہری معنوں میں کہ جو تھوڑے سے رہ گئے ہیں ان کی توفیق بہت بڑھ چکی ہے۔ لیکن تعداد کے لحاظ سے تو یقیناً ہم نہیں کہہ سکتے کہ تعداد زیادہ ہو رہی ہے۔ لیکن اس میں ترقی کا ایک اور پہلو ایسا نکل آیا ہے۔ جس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ کہا تھا کہ ہر دفتر میں ہر پہلو سے ترقی ہے۔ چند سال پہلے، تقریباً تین سال پہلے، میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ دفتر اول میں شامل ہونے والوں کی قربانیاں اگر لوٹ کے پیسے میں جانچی جائیں تو دنیا کو بہت ہی معمولی دکھائی دیں گی۔ لیکن اگر آمد کی نسبت اور حالات کے موازنے کے ساتھ ان پر غور کیا جائے

اور اس اخلاص کے پہلو سے دیکھا جائے جو قربانی کے وقت ایک قربانی کرنے والا اپنی قربانی میں شامل کر دیتا ہے تو اُن جیسا اور کوئی دفتر قیامت تک پیدا نہیں ہو سکتا

وہ سابقون الاوّلون ہیں

ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تربیت پانے والے صحابہؓ کی ایک بڑی تعداد تھی اور یہ لوگ غیر معمولی اخلاص اور محبت سے سرشار تھے ایسی تصویریں ہیں جو بار بار آسمان کو دکھائی نہیں دیا کرتیں۔ ایسے وقت کے لوگ تھے جو آگے گذر جاتا ہے اور پھر یادیں رہ جاتی ہیں اُن عظیم الشان صورتوں کی۔ جو ہمیشہ کے لئے اپنے نقوش تاریخ میں جما دیتی ہیں اس پہلو سے مجھے یہ خیال آیا کہ اس دفتر کو بھی ہمیشہ کے لئے زندگی بخشنی چاہیئے۔ اس دفتر کا حق ہے کہ ہمیشہ زندہ رہے اور کبھی بھی قربانی کرنے والوں کی وفات کے ساتھ یہ دفتر نہ مرے۔ چنانچہ میں نے یہ تحریک کی کہ وہ سب خاندان جن کے بزرگ اس دفتر میں شامل تھے، وہ اپنی طرف سے جو چندہ دیں وہ تو دیں ہی۔ وہ اپنے بزرگوں کی یادیں زندہ رکھنے کے لئے اور ان کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کے لئے قیامت تک یہ عہد کریں کہ وہ اور پھر آئندہ آنے والی اُن کی نسلیں، ان کے نام پر وہ تحریک جدید کا چندہ ہمیشہ ادا کرتی رہیں گی۔ اس تحریک کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر سال کھاتوں میں کچھ اور اضافہ ہو رہا ہے۔ اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں خدا کے فضل سے یہ دفتر بھی ترقی پذیر ہے۔ یعنی پہلے کم ہوتے ہوتے دو ہزار کے قریب تعداد رہ گئی تھی۔ اب پھر بڑھتے بڑھتے تین ہزار سے اوپر ہو رہی ہے۔ اور جو مشکل ہے وہ صرف لاعلمی کی مشکل ہے ورنہ جہاں تک جماعت کے اخلاص کا تعلق ہے اگر ان کو پتہ چلے کہ کون سے ان کے بزرگ دفتر اول میں شامل تھے جن کی یاد اور نیکی کو زندہ رکھنا ان کی ذمہ داری ہے تو میں وہم بھی نہیں کر سکتا کہ وہ اس بارے میں کوئی بھی تردد کریں گے۔ لیکن معلوماتی مشکل ہے۔ دفتر تحریک جدید بار بار مجھے یہی لکھتا ہے کہ ہمارے پاس، وہ ذرائع نہیں ہیں جن سے ہم معلوم کر سکیں کہ اُن بزرگوں کی اولادیں کہاں چلی گئیں کون لوگ تھے زندگی نے ان کو کہاں کہاں منتقل کیا اور اس وقت وہ کہاں موجود ہیں؟ اس لئے ہم اُن سے رابطہ نہیں کر سکتے سارا سال کھوج لگاتے ہیں جن کے متعلق پتہ چلتا ہے کہ یہ قربانی کرنے والوں کی اولادیں ہیں ان کو لکھتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے فوری طور پر ان کا کھاتہ دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں،

مَیں نے تحریک جدید کو نصیحت کی تھی

کہ آپ ان کے نام پتے ان خاندانوں کا ذکر، جہاں تک آپ اکٹھا کر سکتے ہیں، وہ شائع کر کے دنیا کی ساری جماعتوں میں بھجوائیں تاکہ جماعتیں اعلان کریں کہ ہمارے پاس اوّلین قربانی کرنے والوں میں سے وہ لوگ جو وفات پا چکے ہیں، جن کے کھاتے بند ہیں، ان کی لسٹیں آگئی ہیں۔ ان کا ذکر، کس گاؤں کے تھے؟ اُن کا خاندان کون سا تھا؟ یہ ساری معلومات حاصل ہو گئی ہیں اور اگر کسی احمدی دوست کو تمنا ہو کہ اپنے آباؤ اجداد کا نام بھی اس قابل فخر فہرست میں دیکھیں تو وہ ہم سے معلوم کریں اور علاوہ ازیں بھی، جہاں تک ممکن ہے، تھوڑا تھوڑا کر کے بار بار ہر خاندان تک وہ فہرست پہنچائی چاہیئے۔ خواہ کوئی دیکھنے کے لئے توجہ کرے یا نہ کرے۔ وقت دے یا نہ دے۔ جماعت کو چاہیئے کہ وہ فہرستیں تمام احباب تک پہنچائیں اور بتائیں کہ کون کون لوگ تھے۔ اس طرح امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ سارے کا سارا کھاتہ یکدفعہ زندہ ہو جائے گا۔ لیکن میرے علم میں تحریک جدید کی طرف سے ابھی تک یہ رپورٹ نہیں آئی کہ انہوں نے یہ محنت کی ہو اس لئے میں نہیں جانتا کہ وہ کس رنگ میں اور کس طرح تلاش کر رہے ہیں لیکن یہ کوئی ایسا مشکل کام نہیں ہے جو ہو نہ سکتا ہو۔ اس لئے میں اب یہ کام انجمن کے سپرد کرتا ہوں کہ شعبہ مال کے۔ کہ وہ اپنے ایجنڈے پر اس بات کو رکھے اور اُن فہرستوں کا موازنہ کر کے مطمحِ نظر یہ بنالے کہ ایک بھی مجاہد اوّل یعنی دفتر اوّل سے تعلق رکھنے والا مجاہد ایسا نہ ہو جس کا کھاتہ مردہ رہے اس سے پہلے میں نے یہ بھی تحریک کی تھی اگر ایسے کھاتے رہ جائیں تو مجھے لکھیں جو ہر کوشش کے باوجود کسی طرح بھی زندہ نہ ہو سکے تو اللہ تعالیٰ نے جتنی مجھے توفیق دی ہے میں اس میں حصہ لوں گا اور جماعت کے دیگر مخلصین جو میری مدد کے لئے تیار ہوں گے وہ حصہ لیں گے تو اس رنگ میں بالآخر اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے کہ سارے کا سارا دفتر اول کا کھاتہ زندہ ہو جائے۔

اس بارے میں بھی تحریک جدید کی طرف سے جو رپورٹ آئی ہے اس سال اس کا ابھی کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اس لئے تحریک جدید انجمن کو چاہیئے کہ ان امور پر غور کر کے مجھے دو تین مہینے کے اندر اندر اپنی کوششوں [illegible] مطلع کرے۔

باقی جہاں تک ترقی کا تعلق ہے، اعداد و شمار کی تفصیل تو بہت لمبی ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، اعداد و شمار کی تفصیل یہاں بیان کرنے کا وقت نہیں ہے۔ مگر جو

بعض جماعتیں غیر معمولی طور پر قربانی میں آگے ہیں

اور پہلے بھی آگے رہی ہیں ان میں پاکستان میں لاہور اور کراچی کے علاوہ اور بہت سے ایسے قصبات ہیں جو غیر معمولی طور پر مصائب کا شکار رہے ہیں۔ معاشی طور پر بھی ان کو شدید صدمے پہنچے ہیں۔ اور دین کے لئے قربانی دینے میں انہوں نے بڑی بڑی اذیتیں اٹھائی ہیں۔ بعض جگہ سے سینکڑوں نوجوان قیدوں میں رہے ان کی تجارتوں پر اثر پڑا ان کی زمینداری پر اثر پڑا۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص احسان ہے کہ اس کے باوجود ان سب کا قدم ترقی کی طرف ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان پر انحصار کرتے ہوئے امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی انشاء اللہ قدم ترقی کی طرف رہے گا۔ ان کے متعلق میں صرف یہ کہوں گا۔ کہ آپ اپنی دعاؤں میں خصوصیت کے ساتھ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات دور فرمائے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے کی نیک تمنائیں پورا فرمائے اور دین و دنیا کی حسنات ان کو عطا فرماتا چلا جائے ان کا سہارا بنے اور یہ ہر لمحہ محسوس کریں کہ خدا تعالیٰ کے نازل ہونے والے فضلوں کے مقابل پر ان کی قربانیاں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتیں اس کثرت سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشیں ان پر نازل ہوں کہ اپنی قربانیوں کو ان کے مقابل پر حقیر اور بے معنی دیکھنے لگیں۔

جہاں تک بیرونی دنیا کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یو۔ کے کی جماعت کو نمایاں خدمت کی توفیق ملی ہے۔ اور ان کا گذشتہ سال کا جو وعدہ تھا ۶۰ ہزار پاؤنڈز کا۔ وہ آج کی تاریخ تک پورا ہو چکا ہے۔ اور آئندہ کے لئے ان کے امیر آفتاب احمد خان صاحب کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ وہ ۷۵ ہزار پاؤنڈز کا وعدہ جماعت یو کے کی طرف سے پیش کرتے ہیں امیر صاحب کینیڈا کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ گذشتہ سال ان کا وعدہ ۶۰ ہزار ڈالرز کا تھا۔ نئے سال کے لئے وہ ۷۵ ہزار ڈالرز کا وعدہ پیش کرتے ہیں لیکن یہاں انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ گذشتہ ۶۰ ہزار ڈالرز کا وعدہ پورا ہو چکا ہے یا نہیں اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ ہو گیا ہو گا ورنہ ہو جائے گا۔ مگر اس فقرے کا فقدان بتا رہا ہے کہ شائد ایسا نہ ہو سکا ہو۔ لیکن ابھی تحریک کے وصولی کے کچھ مہینے باقی ہیں اس لئے ایسی فکر کی بات نہیں ہے اگر کچھ حصہ رہ بھی گیا ہو تو انشاء اللہ وصول ہو جائے گا۔

امریکہ کی طرف سے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے مجھے ابھی اطلاع دی ہے کہ ان کا وعدہ ایک لاکھ ڈالرز کا تھا جس میں سے غالباً ۹۰ ہزار ڈالرز وصول ہو چکے ہیں۔ غالباً میں اس لئے کہتا ہوں کہ انہوں نے پہلے کوئی اور فگر (FIGURE) لکھی تھی۔ پھر اُسے مٹا کر ایک اور فگر بنائی ہے۔ اگر یقینی طور پر ان کو علم ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ اس لئے ان کو امید ہے کہ اتنا ادا ہو چکا ہو گا۔ خدا کرے کہ اُن کی امید صحیح ہو لیکن بہرحال جتنا بھی ادائیگی کا اندازہ ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جاری ادائیگی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ بقیہ ادائیگی تو انشاء اللہ ایک دو ماہ کے اندر ہی ہو جائیگی۔ وہ امریکہ کی جماعت کی طرف سے اس وعدے کو بڑھا کر ایک لاکھ دس ہزار کا وعدہ پیش کرتے ہیں۔

جہاں تک عمومی طور پر ساری دنیا کے بجٹ کا تعلق ہے

سال ۸۶ ۱۹ء میں کل دنیا کا صرف تحریک جدید کا بجٹ ایک کروڑ ۵۶ لاکھ ۱۷ ہزار ۴ سو روپے تھا۔ کیونکہ دنیا میں کرنسی مختلف ہیں اور ہمارا اصل بڑا دفتر پاکستان میں واقع ہے اس لئے روایات کے مطابق یہی اصول رہا ہے کہ ہر کرنسی کو پاکستانی روپے میں تبدیل کر کے عمومی بجٹ پاکستانی کرنسی کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس پہلو سے جب میں کہتا ہوں روپے تو مراد یہ ہے کہ ہر ملک نے اپنے اپنے رنگ میں اتنا حصہ لیا ہے لیکن اس کو اگر پاکستانی روپوں میں تبدیل کریں تو یہ رقم بنے گی۔

اس سال یہ وعدہ بڑھ کر یعنی جو آج سال ختم ہوا ایک کروڑ ۹۴ لاکھ ۲۹ ہزار روپے ہو چکا تھا۔ عمومی وصولی کا جہاں تک تعلق ہے گذشتہ سال اگرچہ سال کے آخر تک خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام وعدہ پورا ہو چکا تھا لیکن اسی وقت تک ۲۷ لاکھ ۴۲ ہزار تین سو [illegible] روپے وصولی تھی۔ یعنی کل وعدہ جات ۰۰۰ ۴۰ [illegible] ۲۵،۱۰،۵ [illegible] کے مقابل پر آج کی تاریخ تک [illegible] گذشتہ سال -/۲۸۰۰ [illegible] وصولی تھی گویا کہ نصف سے کم تھی۔

لیکن بقیہ مہینوں میں خدا کے فضل سے وہ وصولی پوری ہو گئی اور کوئی بقایا نہیں رہا۔ امسال -/۱,۹۴,۳۹,۰۰۰ روپے کے وعدوں کے مقابل پر -/۹۴,۶۱,۰۰۰ روپے کی وصولی ہے۔ یعنی تقریباً نصف۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابھی سال کے کچھ مہینے باقی ہیں۔ اور عموماً یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ آخری مہینوں میں تیزی کے ساتھ ادائیگی کی جاتی ہے۔ دوسرے اس رپورٹ کو پاکستان سے چلے ہوئے کافی وقت گزر چکا ہے۔ اس عرصہ میں انگلستان نے اپنی مکمل وصولی کی اطلاع دی ہے۔ اور باقی ملکوں میں بھی گزشتہ کچھ عرصے میں کافی محنت ہوئی ہے۔ تو میں اُمید کرتا ہوں کہ ابھی بھی وصولی کافی بڑھ چکی ہوگی۔ جہاں تک چندہ دینے والوں کی کل تعداد کا تعلق ہے اس لحاظ سے بہت کام کی گنجائش ہے۔ خصوصاً پاکستان سے باہر۔ کیونکہ اگرچہ پاکستان سے باہر کا چندہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت خوشکن ہے لیکن وہ مجاہدین جو تحریک جدید کے چندوں میں حصہ لے رہے ہیں اُن کی تعداد پاکستان کے مجاہدین تحریک جدید کی تعداد سے بہت ہی کم ہے۔ پاکستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ستّر ہزار سے زائد مجاہدین تحریک جدید میں شامل ہیں اور بیرون پاکستان صرف اٹھارہ ہزار ایک سو پچاس۔ تو

یہ تعداد بہت ہی کم اور موجب فکر ہے۔

میں نے گزشتہ سال بھی یہ بات کہی تھی اور پھر اسی کی یاد دہانی کرانی چاہتا ہوں کہ امسال تو خدا کے فضل سے ضرور دہیان کرتا ہے۔ ہمارا تجربہ ہے۔ جماعت کے کوئی کام پیسے کی کمی کی وجہ سے پیچھے نہیں رہے۔ لیکن چندہ دینے والا بہت ہی زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ ہمیں اُس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جو شخص چندہ دینا شروع کرے اُس کے اندر اللہ تعالیٰ بہت سی پاک تبدیلیاں پیدا کرتا ہے۔ اور اسے ایک نئی زندگی ودیعت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ تو ہمیں ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہیئے جن کو چندہ دینے کا مزا آنا شروع ہو جائے، جن کو معلوم ہو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا کتنا عظیم کام اور کتنی عظیم سعادت ہے۔ اس پہلو سے میں نے گزشتہ سال بھی بہت زور دیا تھا، کہ محض وعدوں کو بڑھا کر پیش کرنے سے تسلی نہ پایا کریں۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ ایکدوسرے سے بے شک مقابلہ کریں۔ جتنا مقابلہ کریں اچھا ہے کہ امریکہ آگے بڑھ گیا کہ کینیڈا آگے بڑھا کہ انگلستان آگے بڑھا یہ مقابلہ بُرا نہیں کیونکہ مسلمانوں کے بنائے جانے کا مقصد یہ ہے۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کہ ایکدوسرے سے نیکیوں میں مقابلہ کرو اور آگے بڑھو۔ مگر اس سے بڑھکر ضروری یہ ہے کہ یہ مقابلہ کریں کہ آپ کے ملک میں جتنے افرادِ جماعت ہیں، وہ کتنی تعداد میں سارے کے سارے تحریک جدید کے چندے میں شامل ہو چکے ہیں یہ جو مقابلہ ہے کہ سو فیصد احباب جماعت کو۔ عورتوں، مردوں اور بچوں کو تحریک جدید میں شامل کیا جائے۔ یہ بہت ہی عظیم مقابلہ ہے اور اس کے لئے آپ کو کسی ایسے تردّد کی ضرورت نہیں کہ غریب آدمی تھوڑا چندہ دے سکتا ہے تو آپ کہیں کہ اس سے کیا فرق پڑے گا۔ بعض دفعہ کھاتہ رکھنے میں زیادہ مشکل پڑتی ہے بہ نسبت اُس شخص کے چندے کی آمد کی حیثیت کے لحاظ سے۔ مگر اس کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر آپ ایک نیا احمدی ایسا شامل کریں جو پہلے کچھ نہیں دیتا تھا، اگر وہ نصف ڈالر بھی دے تو تب بھی اُس کو خدا تعالیٰ ایک ایسی نیکی کی توفیق بخشے گا۔ جس کے نتیجے میں نیکیاں پھر ترقی کریں گی۔ اور وہ اپنے اندر ایک عظمت کردار محسوس کرے گا۔

تو روپیہ دینے والا، روپے سے زیادہ اہم ہے اور اس کی تربیت بہت زیادہ اہم ہے کیونکہ روپے دینے کے مقاصد میں انسانی تربیت شامل ہے۔ اس لئے محض اس بات پر تسلی نہ پایا کریں کہ آپ میں سے امیر لوگ بڑھ بڑھ کر بڑے چندے دے کر ملک کے عمومی بجٹ کو بڑھا رہے ہیں۔ بلکہ یہ دیکھا کریں کہ کتنے غریب یا دل کے غریب لوگ ایسے رہ گئے ہیں جو توفیق کے باوجود اس چندے میں شامل نہیں ہو سکے۔ اُن کی

تعداد بڑھانے کی طرف توجہ کریں

اُس سے آپ کو نیک آدمیوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا موقعہ ملے گا۔ کیونکہ چندہ دینے والوں میں نیکی پیدا ہوتی ہے۔ جماعت کا انحصار نیکی پر ہے۔ اگر ہم زیادہ نیک آدمی بنا سکتے ہیں تو اتنی زیادہ جماعت ترقی کرے گی۔ اس پہلو سے اپنے کمزوروں پر رحم کریں اور ان کے لئے باقاعدہ سارا سال کوشش کرتے رہا کریں۔ کہ اُن کی تعداد میں اضافہ ہو۔

یہ رپورٹ مجھے نہیں ملتی۔ اور اُس سے مجھے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس پہلو سے سقم ہے۔ کیونکہ جماعتوں میں رپورٹ بھیجنے کا رجحان یہ ہوتا ہے کہ جس چیز میں وہ کوئی قابلِ فخر کام کریں اُس کو over Emphasize کر دیتے ہیں۔ یعنی اُسے زیادہ نمایاں کر کے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ میری نظر اس پر پڑے اور میرا دل خوش ہو۔ اُن کی نیت بھی نیک ہوتی ہے تاکہ اُن کے لئے دل سے دعا نکلے کہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ جو پہلو تشنہ رہ گئے ہوں اُن کا ذکر ہی نہیں کرتے تاکہ دماغ میں یہ خیال ہی نہ جائے کہ کوئی خلا رہ ہیں۔ اور وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اس طرح میری نظر سے اُن کی کوئی بات بھی اوجھل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مزاج ہی ایسا عطا فرمایا ہوا ہے کہ میں سارے پہلوؤں پر نظر ڈال کے رپورٹ دیکھتا ہوں۔ اگر بعض پہلوؤں کا ذکر نہ ہو تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ اس پہلو میں کام ہی نہیں ہوا۔ ورنہ وہ ذکر کرتے اور میں نے گزشتہ سال بھی نصیحت کی تھی کہ آپ اپنے ہاتھ سے یہ لکھ دیا کریں کہ ہم نے اس معاملے میں ابھی تک کوئی کام نہیں کیا۔ اس میں برکت ہے۔ یہ قولِ سدید ہے۔ اس سے آپ کو ایک کام کی طرف بار بار توجہ پیدا ہو گی۔ اور وہ خلا بھرنا شروع ہو جائے گا۔ جب آپ اپنی کمزوری چھپانے کے لئے ایک جگہ سے چھلانگ لگا کر دوسری جگہ پہنچتے ہیں اور بیچ میں ایک خلا پیدا کر دیتے ہیں تو جو مقصد ہے وہ تو پورا نہیں ہوا۔ نہ مجھے دھوکا دیا جا سکا اور نہ خدا کو کوئی دھوکا دے سکتا ہے تو بے مقصد آپ ایسی غلطی کر رہے ہیں جس میں آپ کا اپنا نقصان ہے۔ آپ اگر یہ لکھتے کہ اب آگے جا کر مجھے Emphasize کرنا پڑے گا۔ اس میں ایک خلا آ رہا ہے بدقسمتی سے ہم اس خلا کو پُر نہیں کر سکے۔ ہر رپورٹ میں اگر یہ لکھا جائے تو انسانی ضمیر آخر کچوکے دیتا ہے، توجہ دلاتا ہے۔ پھر انسان کوشش کرتا ہے کہ اس خلا کو کسی رنگ میں پُر کرے اور اسی کے نتیجے میں ترقی ہوتی ہے۔ تبھی خدا تعالیٰ نے فلاح کی راہ یہی بتائی ہے کہ

قولِ سدید اختیار کرو

تو میں جماعتوں سے یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ جو تحریک جدید کے ٹارگٹ مقرر کئے جاتے ہیں، اُن میں اگر وہ بدقسمتی سے کسی پہلو سے پیچھے بھی رہ جائیں تو خواہ مخواہ اُس کو چھپانے کی کوشش نہ کیا کریں۔ جرأت کے ساتھ صاف لکھا کریں۔ اس کے نتیجے میں بھی تو دُعا پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات وہ بھول جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ صرف اچھے کاموں کے لئے دل سے دُعا نکلتی ہے، وہ میں پڑھتا ہوں، دل خوش ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جو کمزور کام ہیں اُن پر بعض دفعہ زیادہ دردناک دُعا دل سے نکلتی ہے۔ اس بارے میں بھی خدا اُن کو توفیق عطا فرماتے، اُن کی ہمتیں بڑھائے اُن کی توفیق میں وسعت عطا فرمائے۔

تو بعض دفعہ، کمزوری دیکھ کر زیادہ دردمند دُعا دل سے اُٹھتی ہے۔ اس لئے دُعا تو دونوں صورتوں میں ملتی ہے۔ جب آپ خلا پیدا کریں گے تو ایک پہلو سے دُعا میں بھی خلا پیدا ہو جائے گا۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ آئندہ سال اس بات پر غیر معمولی زور دیا جائے گا۔ ہر احمدی، مرد، عورت، بچہ، جہاں تک ممکن ہے، تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہو، خواہ بہت تھوڑا دے کر ہو۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں اس کا مستقبل بنے گا۔ اُس کے اندر قربانی کا جذبہ پیدا ہو گا، احساسِ ذمہ داری پیدا ہو گا۔ اور جماعت کو پہلے سے بہت زیادہ تعداد متقی لوگوں کی نصیب ہو جائے گی۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو اور یہ جماعت ہر پہلے سے

خدا کی نظر میں ترقی کرے۔ ہماری رپورٹوں کی نظر سے نہیں بلکہ خدا کی نظر ہمارے ہر شعبے پر محبت اور پیار سے پڑ رہی ہو کہ یہ بندے میری خاطر کام کرتے ہوئے ہر شعبے میں، میرے قریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

خطبہ ثانیہ سے پہلے میں بعض

نمازِ جنازہ غائب

کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے سلسلے کے ایک مخلص کارکن چوہدری محمد شریف صاحب اشرف، جو آجکل ایڈیشنل وکیل مال ثانی کے طور پر رضاکارانہ طور پر خدمات سلسلہ انجام دے رہے ہیں اور میرے ساتھ کافی ہاتھ بٹا رہے ہیں انگلستان میں۔ ان کے والد میاں فتح محمد صاحب جو مکرم غلام محمد صاحب اختر، سابق ناظر اعلیٰ مرحوم کے بھائی تھے، اُن کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ ان کے بیٹے مکرم اشرف صاحب اُن کے جنازے میں شمولیت کے لئے پاکستان چلے گئے ہیں۔ جانے سے پہلے یہ پیغام دے گئے تھے کہ نمازِ جنازہ غائب پڑھائی جائے۔

اسی طرح ایک بزرگ احمدی خاتون شہزادی حلیمہ صاحبہ جو موصیہ تھیں اور ڈاکٹر رشید اعظم صاحب کی اہلیہ تھیں، وہ وفات پا گئی ہیں۔ یہ ڈاکٹر ماسٹر نذیر حسین صاحب چغتائی، مرہم عیسیٰ والے کی چھوٹی بیٹی تھیں۔ ان کی بھی نمازِ جنازہ غائب ہو گی۔ ایک ہمارے سلسلے کے پرانے خادم دین مکرم راجہ محمد نواز صاحب، جن کے ایک بیٹے آجکل ناروے میں ہیں اور ایک جہلم میں بڑے مخلص کارکن ہیں۔ ان کی اچانک وفات کی بھی اطلاع ملی ہے۔ یہ جلسے پر تشریف لائے تھے اور بہت اچھی صحت تھی اس وقت، فکر والی کوئی بات نظر نہیں آ رہی تھی۔ مگر خدا کی مرضی ہے جب بلاوا آ جائے۔ تو انشاء اللہ نمازِ جمعہ اور نمازِ عصر جمع ہوں گی، کے بعد ان تینوں کی نمازِ جنازہ غائب ہو گی۔ میں نماز عصر کی، مسافر ہونے کی وجہ سے چار رکعتوں کی بجائے صرف دو رکعتیں پڑھاؤں گا اور مسافر بھی میرے ساتھ دو رکعتوں کے بعد ہی سلام پھیر دیں گے اور جو چند مقامی دوست جو یہاں موجود ہیں، وہ کھڑے ہو کر اپنی بقیہ رکعتیں پوری کر لیں گے۔ اس کے بعد انشاء اللہ نمازِ جنازہ ہو گی۔

ایک المیہ

علمِ تفسیر کی ایک نو سو سالہ کتاب کے جدید ایڈیشن سے حدیثِ نبوی خارج کر دی گئی!

از محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مؤرخ احمدیت ربوہ

قرآنی علوم کی بے شمار شاخوں میں سے ایک شاخ علم سببِ نزول بھی ہے۔ اس فن میں گو اوّلیت کا شرف حضرت امام بخاریؒ کے شیخ علی بن مدینیؒ کو حاصل ہے مگر اس موضوع کی کتابوں میں نیشاپور کے جلیل القدر مفسر حضرت علامہ علی بن احمد ابو الحسن الواحدی (متوفی ۴۶۸ھ / ۱۰۷۶ء) کی اعلیٰ پایہ کی قابلِ قدر کتاب "اسباب النزول" کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہے۔ مجدّد اسلام حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے "الاتقان" کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ تصنیف ایسی معلومات پر مشتمل ہے جس کی مفسرین کو بڑی ضرورت رہتی ہے۔ حضرت واحدی رحمۃ اللہ علیہ نے "البسیط" "الوسیط" اور "الوجیز" کے نام سے ایک مخصوص اسلوب میں تفسیریں لکھی ہیں اور "اسباب النزول" گویا ان کا عکسِ جمیل ہے۔

اس کتاب کے متعدد ایڈیشن دنیائے عرب میں چھپ چکے ہیں اور بہت مقبول ہو رہے ہیں۔ علامہ واحدی نے اس میں سورۂ آلِ عمران کے شانِ نزول پر روشنی ڈالتے ہوئے وفدِ نجران کا مشہور واقعہ لکھا ہے کہ کس طرح آنحضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی دنیا کے نمائندہ وفد پر اتمامِ حجت فرمائی اور دعوت الی اللہ کا حق ادا کیا۔ چنانچہ حضورؐ نے فرمایا

"اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَاَنَّ عِیْسٰی اَتٰی عَلَیْهِ الْفَنَاءُ"

کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مر سکتا مگر عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔

آنحضرتؐ کے یہ مبارک الفاظ نو سو سال سے اس کتاب میں محفوظ چلے آ رہے تھے کہ افسوس ۱۹۶۹ء میں آنحضرتؐ کے اِن مقدس کلمات میں تحریف و ترمیم کا عمل شروع ہوا جبکہ مصر کے "دار الکتاب الجدید" لجنۃ احیاء تراث الاسلامی" کے زیر اہتمام اس کا پہلا ایڈیشن چھپا جس میں "اتی علیہ الفناء"

"یاتی علیہ الفناء" میں بدل دیا گیا۔ دسمبر ۱۹۷۸ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر اس عاجز نے "وفات مسیح اور احیائے اسلام" کے زیر عنوان جو تقریر کی تھی اُس میں اصل حدیث کو بھی پیش کیا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ تقریر کے بعد بعض غیر از جماعت علماء نے بہت دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ میں سمجھا کہ یہ حضرات اس پر غور فرمائیں گے۔ مگر اب جو مجھے بعض عرب ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب مجھے "دار الکتاب العربی" (بیروت)[۵] کا شائع کردہ ۱۹۸۵ء کا جدید ایڈیشن دیکھنے کا موقعہ ملا۔ کیونکہ مطالعہ کرنے پر معلوم ہوا کہ اس ایڈیشن میں حدیثِ نبوی "ان عیسیٰ اتی علیہ الفناء" سرے سے ہی خارج کر دی گئی ہے۔ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے!

وہ نشریاتی ادارے جو اسلامی ورثہ کے تحفظ کی غرض سے قائم ہوئے ہیں اُن کا نہایت دیدہ دلیری سے اسلام کے ایک بطلِ جلیل کی معرکہ آراء تصنیف میں نو سو سال کے بعد ردّ و بدل کرنا نہایت افسوسناک امر ہے خصوصاً جبکہ دنیائے عرب کے چیدہ فضلاء و ادباء جن میں جناب رشید رضا ایڈیٹر "المنار"، الاستاذ محمود شلتوت سابق مفتی مصر، الاستاذ احمد العجوزہ، الاستاذ مصطفیٰ المراغی، الاستاذ عباس محمود العقاد، سید قطب راہنمائے اخوان المسلمین، الدکتور محمود بن شریف پروفیسر اکنامکس کالج مصر، محمد الغزالی، فلسطینی عالم الشیخ عبد اللہ القشادی اور عبد الوہاب النجار جیسی بلند پایہ شخصیات شامل ہیں، وفاتِ مسیح کا واضح طور پر اعتراف کر چکے ہیں۔ عمان کے اخبار "الرای" کے تین شماروں (۴-۱۱-۱۸ مارچ ۱۹۸۳ء) میں السید عبد الرحمن کا وہ پُر زور مقالہ وفاتِ مسیح کی نسبت منظرِ عام پر آ چکا ہے، جو اُنہوں نے الجزائر کے شہر تلمسان کے ایک سیمینار میں پڑھا تھا۔ علاوہ ازیں اسی سال الدکتور حسین نوری کا "المسیح بین الانجیل والقرآن"

میں مسئلہ وفاتِ مسیح پر روشنی ڈالی ہے۔ اُن کی اس کتاب کے بعض حصے رسالہ "صباح الخیر" مؤرخہ ۵ فروری ۱۹۸۷ء مطابق ۶ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ میں بھی چھپ چکے ہیں۔ یہی نہیں بیروت کے "دار النہضۃ العربیۃ" نے ۱۹۸۰ء سے خاص اہتمام کے ساتھ حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کشف المحجوب" کا عربی ایڈیشن بھی شائع کرا دیا ہے جس کے صفحہ ۵۰۳ پر صاف لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں حضرت آدمؑ، یوسفؑ، ہارونؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہم السلام کو جو دیکھا تھا سو وہ لامحالہ اُن کی ارواح تھیں جسم کسی کا نہیں تھا۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر شرقِ اوسط کے اُفق پر نظریہ وفاتِ مسیح کی مقبولیت کے یہ زبردست رجحانات نہ بھی رونما ہوتے تو بھی ایک سچے عاشقِ رسولؐ کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ شہنشاہِ نبوت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو تبدیل یا حذف کرنے کی جسارت کر سکے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی زبانِ مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دنیا بھر کے ظاہری علماء کی ساری کتابوں نیز سب عالم کے مدبروں اور دانشوروں کے لٹریچر سے بھی کہیں زیادہ بیش قیمت ہے اور حدیثِ نبوی کی ایک سطر کے مقابل اُن کی اتنی بھی حیثیت نہیں جتنی سورج کے مقابل کرمکِ شب تاب کی ہوتی ہے ؎

چراغِ مردہ کجا شمعِ آفتاب کجا
ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا

خدا شاہد ہے کہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں بسنے والے ایک کروڑ سے زیادہ احمدیوں کی گردنیں اہلِ عرب کے لئے عقیدت سے جھکی ہوئی ہیں کیونکہ اُنہی کی مبارک و مقدس سرزمین سے ہمیں دینِ حق کا نور عطا ہوا ہے۔ ہم مُردہ تھے اس کے دم قدم سے ہمیں حیاتِ نو نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اُس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پیغامِ ربانی سے دنیا گونج نہ اٹھے کہ "ان عیسیٰ اتی علیہ الفناء"۔

[۵] یاد رہے کہ دار الکتاب عربی بیروت نے کتاب کے محرف شدہ ایڈیشن کو الاستاذ عقاد ہی کے نام سے معنون کیا ہے۔ آپ صرف وفاتِ مسیحؑ ہی کے قائل نہیں، کشمیر میں قبرِ مسیح کو بھی تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ اُن کی تالیف "حیاتِ مسیح" ...

قسط اوّل

سیرت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم

غرباء و مساکین سے عدل و انصاف

تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝
وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝
وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝
فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝
وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝
وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝
(سورۃ الضحیٰ آیت ۷ تا ۱۲)

انسانی تاریخ کی یہ ایک ایسی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ امیری اور غریبی کا تفاوت، آقا اور غلام کے بیچ کی خلیج، اونچ نیچ کی دراڑیں، براہمن اور اچھوت کے بیچ کی دیواریں، گورے اور کالے کے درمیان پُرخار گھاٹیاں، ہر زمانہ کے ساتھ ایک سوالیہ نشان بن کر کھڑی ہوئیں۔ اور بلاشک ہر زمانہ کے اہل فکر، خواہ وہ مذہبی دنیا کے علمبردار تھے یا سیاسی دنیا کے رہنما، بنی نوع انسان کو اس کی اس ہولناک اور تباہ کن حالت سے نکالنے کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ ان کی کوششوں کا کیا نتیجہ نکلا؟ اس پر تبصرہ کئے بغیر آج کے اس مبارک جلسہ میں اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کو اس پہلو سے پیش کرنا چاہتا ہوں جو کہ غرباء و مساکین کے مسائل اور ان کے ساتھ عدل و انصاف نیز بے مثال حسن سلوک سے تعلق رکھتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کے مطالعہ سے یہ بات عیاں اور ظاہر ہے کہ آپ تمام انسانوں، تمام زمانوں اور تمام حالتوں میں سے گزرنے والے انسانوں کے لئے ان کی ادنیٰ ترین حالتوں سے لے کر اعلیٰ ترین حالت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نمونہ بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ غریبی اور مسکینی کی جتنی بھی حالتیں ممکن ہیں ان میں سے گزرتے ہوئے آپ نوع انسان کے لئے نمونہ کا کردار ادا کریں۔ چنانچہ سورۃ ضحیٰ کی آیات ۷ تا ۱۲ جن کی شروع میں تلاوت کی گئی، ان میں آپ کی ابتدائی زندگی سے اسی کا ذکر موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"ہے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس عمر زندگی میں تیرے رب کا تیرے ساتھ غیر معمولی سلوک نہیں رہا۔ اس نے تجھے یتیم پاکر اپنے زیر سایہ جگہ نہیں دی۔ اور جب اس نے تجھے اپنی قوم کی محبت میں سرشار دیکھا تو ان کی اصلاح کا صحیح راستہ تجھے بتا دیا اور جب تجھے کثیر العیال پایا تو اپنے فضل سے غنی کر دیا پس ان احسانوں کے نتیجہ میں تو بھی یتیموں کو اچھا رہنے میں لگا رہ۔ اور سوالی کو نہ جھڑک اور تو اپنے رب کی نعمت کا ضرور اظہار کیا کر۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس منصب کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ فرماتا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (انبیاء: ۱۰۸)

کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نے چاہا کہ دنیا پر اپنی رحمت کو وسیع کر دوں تو میں نے تمام جہانوں کے لئے تجھے رحمت کا مجسمہ بنا کر مبعوث کر دیا۔

چنانچہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات اور سیرت کے پہلوؤں پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو فرمان خداوندی کی صداقت قدم قدم پر دیکھتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ایسے وقت میں ہوئی کہ آپ کے سر سے والد کا سایہ پہلے ہی اٹھ چکا تھا۔ آپ نے انتہائی تکلیف کی یہ گھڑیاں بیوہ ماں کے زیر سایہ گذاریں اور زندگی بھر ان دنوں کو نہ بھلا سکے۔ چنانچہ ایسے موقعہ پر کہ آپ ایک با اقتدار بادشاہ تھے، ایک شخص آپ سے ملنے کے لئے آیا۔ اس پر نبوت کا اس قدر رعب طاری ہوا کہ کانپنے لگا۔ آپ نے اس کی اس حالت کو دیکھ کر فرمایا:

"گھبراؤ نہیں۔ میں فرشتہ نہیں ہوں۔ ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی" (شمائل ترمذی)

ابھی آپ کی عمر چھ سال کی تھی کہ والدہ کا پُر شفقت سایہ بھی اٹھ گیا۔ اور آپ اپنے دادا عبد المطلب کی کفالت میں آ گئے اور ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ عبد المطلب بھی بیاسی ۸۲ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال کی تھی اور یہ تیسرا صدمہ تھا جو بچپن میں آپ کو اٹھانا پڑا اور ایک حد تک انہی ابتدائی صدموں کا نتیجہ تھا کہ آپ کے اخلاق میں غرباء کی محبت اور مصیبت زدوں کے ساتھ ہمدردی نے ایک خاص رنگ اختیار کیا۔

دادا کی وصیت کے مطابق آپ اپنے چچا حضرت ابو طالب کی کفالت میں آ گئے۔ حضرت ابو طالب ہمیشہ ہمیشہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتے اور آپ کے اخلاق فاضلہ سے لطف اندوز ہوتے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی آٹھ سال سے لے کر جوانی تک کی سیرت کے بارے میں ابو طالب سے بڑھ کر کوئی اور محرم راز نہ تھا۔ وہ اپنے ایک شعر میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیموں کا فریاد رس اور بیوگان کے عصمت کا محافظ قرار دیتے ہیں۔

پھر آپ کی پچیس ۲۵ سالہ زندگی سے لے کر چالیس سالہ زندگی کی سیرت و سوانح سے آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر دوسرا کون زیادہ آگاہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ گھبرائے ہوئے گھر آئے اور ایک سہمی ہوئی آواز میں اپنی رفیقہ حیات سے کہا کہ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ کہ مجھے اپنے نفس کے تعلق سے ڈر پیدا ہو گیا ہے۔ اور آپ نے انہیں وحی الٰہی سے آگاہ کیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کی خوبیوں سے واقف تھیں، بے ساختگی کے عالم میں بول پڑیں کہ:

كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا۔ اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔ (بخاری)

خدا کی قسم! یہ کلام خدا تعالیٰ نے اس لئے آپ پر نازل نہیں کیا کہ آپ ناکام و نامراد ہوں اور خدا تعالیٰ آپ کا ساتھ چھوڑ دے خدا ایسا کب کر سکتا ہے۔ آپ تو وہ ہیں کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں اور بے کس و بے مددگار لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور وہ اخلاق جو دنیا سے معدوم ہو چکے تھے وہ آپ کی ذات کے ذریعہ دوبارہ قائم ہو رہے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور سچی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ کیا ایسے انسان کو خدا تعالیٰ تباہ کر سکتا ہے؟

پھر جب ہم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئ نبوت سے لیکر زندگی کے آخری سانس تک کی سیرت و سوانح پر نظر ڈالتے ہیں اور آپ کے حلقہ احباب اور آپ پر ایمان لانے والوں کا جائزہ لیتے ہیں تو بلاشبہ غرباء و مساکین کو آپ کے گرد حلقہ بنائے کھڑے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت عبید اللہ بن مسعود، حضرت عبیدہ بن حارث، حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت عبد اللہ بن جحش رضوان اللہ علیہم اجمعین، اول ایمان لانے والوں میں سے تھے جو انتہائی غریب اور مفلس تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب انہیں اپنے ساتھ لیکر حرم شریف میں نماز پڑھنے تشریف لے جاتے تو رؤسائے قریش ان کی ظاہری بدحالی کو دیکھ کر استہزاءً کہتے:

اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا۔ کہ کیا یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے ہم لوگوں کو چھوڑ کر احسان کیا ہے۔ پھر ایک موقعہ پر شہنشاہ روم ہرقل نے ابوسفیان سے دریافت کیا کہ:

أَ اَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ۔

کیا مدعی نبوت پر صاحب اقتدار اور بڑے لوگ ایمان لا رہے ہیں یا کمزور اور ضعیف لوگ؟ ابوسفیان نے برملا جواب دیا "ضُعَفَآؤُهُمْ" کہ کمزور اور ضعیف لوگ ایمان لائے ہیں۔ اس پر ہرقل نے کہا کہ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ کہ اللہ کے رسولوں کو شروع شروع میں چھوٹے اور کمزور لوگ ہی مانا کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ (مسلم)

کہ اسلام کا آغاز غرباء و مساکین میں ہوا۔ اور ضروری ہے کہ یہ اپنی پہلی حالت میں ایک بار پھر لوٹے۔ پس غرباء و مساکین کو بہت بہت خوشخبری ہو۔

الغرض بچپن سے لے کر چالیس سال کی عمر تک اور پھر دعوئے نبوت سے لے کر زندگی کی آخری سانس تک سرکارِ دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ادوار سے گذرے اور ایسے واقعات اور حادثات آپ کو درپیش آئے کہ غرباء و مساکین کی ہمدردی کے احساس نے آپ کے قلبِ اطہر پر نہ مٹنے والا ایک ایسا اثر قائم کر دیا کہ تازیست آپ انہیں فراموش نہ کر سکے۔

اسلام سے قبل غرباء و مساکین کی حالت

اگرچہ غرباء و مساکین کے مسائل ہر زمانہ میں اُبھرتے رہے اور ان کے حقوق کی پامالی کی داستان انتہائی فکرمندی کے ساتھ سُنی جاتی رہی۔ مگر اسلام سے قبل کی ان کی حالت اتنی بھیانک اور پامالیٔ حقوق کی داستان اتنی لرزہ خیز تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی دستگیری نہ فرماتا اور پیکرِ رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث نہ کرتا تو یہ بعید از امکان نہ تھا کہ یہ غرباء و مساکین اپنی بے بسی اور لاچاری سے تنگ آ کر خودکشی کر لیتے اور اس طرح انسانیت کے نام پر کلنک کا ایک ایسا دھبہ لگ جاتا جو کبھی مٹائے سے نہ مٹتا۔ حالت یہ تھی کہ امراء کی نظر میں یہ لوگ شے محض تھے۔ حقارت اور ذلّت گویا ان کا مقدر بن چکا تھا۔ امراء اور غرباء کے درمیان اتنا فرق اور امتیاز تھا کہ زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے ساتھ دل دہلا دینے والا انتہائی ظالمانہ سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ کوئی نہ تھا جو اس مظلوم طبقے کی فریاد رسی کرتا۔ عدالتی اور تمدنی امور میں ان کے ساتھ انتہائی بے رحمانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ حکومت کے عہدوں اور ذمہ داریوں کی تقسیم میں ان کا دُور کا بھی تعلق نہ تھا۔ سوشل اجتماعوں اور تمدنی تعلقات میں ان کا نام و نشان تک نہ تھا۔ انہیں غرباء و مساکین کے گلوں میں جب غلامی کی زنجیر ڈال دی جاتی تو گویا آقا کے لئے ہر ظلم و ستم جائز اور مباح ہوتا۔ بھوک اور پیاس ہمیشہ ہی ان کے شاملِ حال رہتی۔ مدعا غرباء و مساکین کا تو خدا ہی حافظ تھا۔ ملک کی دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر اگر امراء کے لئے عیش و عشرت کا سامان بہم پہنچا رہی تھی تو غرباء و مساکین ایک ایک پیسے کے محتاج تھے اور رہ یہ تھی کہ انہیں امراء کی طرح دینی اور روحانی امور میں بھی آزادانہ حق حاصل نہ تھا۔

الغرض اسلام سے قبل غرباء و مساکین کا طبقہ ظلم و زیادتی کا تختۂ مشق بنا ہوا تھا اور اپنی اور اپنے ساتھ ناانصافیوں کے لئے اُن کے پاس کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ لاچار اور مجبور طبقہ اپنی آخری سانس لے رہا تھا اور قریب تھا کہ دم توڑ دیتا۔

اسلام کے بعد غرباء و مساکین کی حالت

جس دن اللہ جلشانہٗ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا درحقیقت وہی وہ دن تھا جب کہ غرباء و مساکین کے دن پلٹ گئے۔ کہاں وہ اُمراء کی نظر میں ذلیل و حقیر تھے اور کہاں اس رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل معزز اور قابلِ قدر بن گئے۔ کیا وہ دن تھا کہ ان کے سب حقوق پامال تھے اور کیا وہ دن آیا کہ ان کے سب پامال شدہ حقوق بحال ہو گئے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل و انصاف کا ایسا میزان دنیا کے سامنے پیش فرمایا کہ اونچ نیچ کا فرق چھوٹے بڑے کا امتیاز اور امیر و غریب کا تفاوت یکلخت مٹ کر رہ گیا۔ اور پھر غرباء و مساکین کی عزت و فضیلت کو دنیا میں اس طور پر قائم فرمایا کہ انبیاء گزشتہ کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی اور ان کے ساتھ ایسا حسنِ سلوک اور پیار کیا کہ آج بھی دنیا یہ گنگنانے پر مجبور ہے کہ ؎

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

احبابِ کرام! ہمارے آقا و مطاع سید محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے ایک ابدی حقیقت کو قرآنی الفاظ میں پیش فرما کر نوعِ انسانی کے ہر طبقہ کو ایک ایسے مقام پر جمع کر دیا جہاں چھوٹے بڑے اور امیر و غریب کے امتیازات کا خاتمہ ہو جاتا ہے چنانچہ آپؐ نے ارشادِ ربانی کے الفاظ میں اعلان فرمایا کہ :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً

(النساء)

یعنی اے لوگو! تم اپنے ... کے معاملات میں خدا کا تقویٰ اختیار کرو اور اسی سے ڈرتے رہو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا۔ اور پھر اس ایک جان سے اُس نے اس کا جوڑا بنایا اور پھر اس جوڑے سے اُس نے دنیا میں کثیر التعداد مرد اور عورت پھیلا دیئے۔

سرکارِ دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشادِ خداوندی کو پیش فرما کر گویا اسلامی مساوات کا اصولی نظریہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ اور اس حقیقت کی وضاحت کر دی کہ چونکہ سب انسان ایک ہی باپ کی اولاد اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔ اس لئے ظاہری اسباب کے لحاظ سے خواہ ان میں کتنا ہی فرق کیوں نہ پیدا ہو جائے، انہیں اس بات کو کبھی بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ اپنی اصل کے لحاظ سے ایک ہی باپ کی نسل ہیں اور جس طرح ایک باپ کے بیٹوں میں سے بعض دوسروں کی نسبت زیادہ دولت یا زیادہ طاقت یا زیادہ اثر و رسوخ حاصل کر لیتے ہیں اور دوسرے ان باتوں میں اُن سے پیچھے رہ جاتے ہیں مگر پھر وہ بھائی بھائی ہی رہتے ہیں کچھ اور نہیں بن جاتے۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (حجرات : ۱۴)

یعنی اے لوگو! اچھی طرح سُن لو کہ ہم نے تم سب کو مرد و عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے اور بے شک ہم نے تم میں قوموں اور قبیلوں کی تقسیم قائم کی ہے مگر یاد رکھو کہ یہ تقسیم اس غرض سے ہرگز نہیں کہ تم ایک دوسرے کے مقابل تفاخر اور بڑائی سے کام لو۔ بلکہ یہ تقسیم صرف اس غرض سے ہے کہ تمہارے درمیان آپس میں شناخت ہو و تعارف کا ذریعہ قائم رہے ورنہ خدا کے نزدیک تم میں سے بڑا اور معزز وہی ہے جو ذاتی طور پر زیادہ اوصافِ حمیدہ کا مالک اور زیادہ متقی اور زیادہ پرہیزگار ہے اور خدا کا یہ قانون جو تمہیں پڑھ کر سنایا جا رہا ہے بڑی دور اندیشی اور بڑی حکمت پر مبنی ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر خدا ہے۔

پھر خدا تعالیٰ کے انہیں ارشادات کے تحت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں منیٰ کے وسیع و عریض میدان میں جمع لاکھوں مسلمانوں کو مخاطب کر کے جو خطبہ دیا اور تاریخ نے جسے خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے محفوظ کیا وہ بھی سُننے کے لائق ہے۔ خطبہ کو جاری رکھتے ہوئے آپؐ نے ایک جگہ فرمایا :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَىٰ۔

(مسند امام احمد بن حنبل)

یعنی اے لوگو! تمہارا ربّ ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے۔ پس ہوشیار ہو کر سُن لو کہ عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت ہے۔ اسی طرح سُرخ اور سفید رنگ والے لوگوں کو کالے رنگ والے لوگوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کالے لوگوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے۔ ہاں جو بھی ان میں سے اپنی ذاتی نیکی سے آگے نکل جائے وہی افضل ہے۔

پھر ایک دوسرے موقعہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّت کو اسلامی مساوات کے بنیادی نظریہ سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ذریعہ تم میں سے زمانۂ جاہلیت کے بیجا کبر و غرور اور آباؤ اجداد کی وجہ سے بیجا تفاخر کی مرض کو دُور کر دیا ہے کیونکہ اسلامی پیمانہ صرف یہ ہے کہ ایک شخص خدا کو ماننے والا اور نیک عمل بجا لانے والا ہوتا ہے اور دوسرا بدعمل ہوتا ہے اور اچھے اوصاف سے محروم اور یاد رکھو کہ سب لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوا تھا۔"

(ترمذی ابواب المناقب)

الغرض اس طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرباء و مساکین کے آئے دن کی دلآزاری اور لوگوں کا اُن کے ساتھ حقارت اور ذلّت آمیز سلوک کا خاتمہ کر دیا اور انسانی مساوات کا ایک نہایت پاکیزہ اور اصولی نظریہ دنیا کے سامنے پیش فرمایا جس نے عرب کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ اور غرباء و مساکین کو اُمراء کے شانہ بشانہ اس طرح کھڑا کر دیا کہ تاریخ آج بھی اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ (باقی)

بلا تبصرہ

"رام کا نام بدنام نہ کرو"

ڈاکٹر امبیڈکر کی ایک کتاب پر اخبار "ہند سماچار" جالندھر کا تبصرہ

● جالندھر سے شائع ہونے والے کثیر الاشاعت اُردو اخبار روزنامہ ہند سماچار کے ایڈیٹر شری اشونی کمار عنوان بالا کے تحت رقمطراز ہیں:۔

مہاراشٹر میں پچھلے عرصہ میں بھگوان رام۔ بھگوان کرشن اور ویدوں کو لے کر ایک نیا جھگڑا شروع ہوا ہے۔ یہ جھگڑا اب آہستہ آہستہ شدید شکل اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔ مہاراشٹر کی ہائی کورٹ میں بھی اس جھگڑے کو لے کر مہاراشٹر سرکار کے خلاف ایک کیس چل رہا ہے۔ اس جھگڑے کے ہیرو ہیں ہمارے بھارت کے آئین بنانے والوں میں سے سرکردہ سورگیہ ڈاکٹر بی آر امبیڈکر مہاراشٹر میں موجودہ جھگڑا شری امبیڈکر کی اس کتاب کو لے کر شروع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے بھگوان رام اور کرشن پر کھل کر نکتہ چینی کی ہے۔ شری امبیڈکر کی اس کتاب کا نام ہے "رڈلس اِن ہندوازم"۔ دراصل یہ کتاب ڈاکٹر امبیڈکر کی طرف سے لکھی گئی اس ریسرچ کا حصہ ہے جو اپنی مرتیو کے بعد وہ پیچھے لکھا چھوڑ گئے تھے۔ ڈاکٹر امبیڈکر کی مرتیو کے بعد جب اُن کے پریوار میں آپسی جھگڑا شروع ہوا تو ڈاکٹر امبیڈکر کی طرف سے لکھے گئے یہ کاغذ جو چھپ نہیں سکے تھے مہاراشٹر سرکار کے ایڈمنسٹریٹر جنرل کو سونپ دیئے گئے تاکہ ڈاکٹر امبیڈکر کی طرف سے لکھی گئی یہ رچنائیں سرکار کے پاس محفوظ رہ سکیں۔ اب کچھ عرصہ پہلے مہاراشٹر سرکار نے جب ڈاکٹر امبیڈکر کی طرف سے لکھی گئی اس رچنا کو کتاب کی شکل میں چھپوایا تو کٹڑ ہندو نواز اداروں اور سیاسی پارٹیوں نے اس کتاب میں ڈاکٹر امبیڈکر کی طرف سے بھگوان رام کرشن ویدوں اور پورانوں پر نکتہ چینی کے خلاف پروٹسٹ شروع کر دیا۔ کٹڑ پنتھی ہندوؤں کے دباؤ میں آکر پھر مہاراشٹر کے مکھ منتری شری ایس بی چوان نے ودھان سبھا میں یہ اعلان کر دیا کہ وہ اس کتاب کی فروخت کو روکیں گے۔ اور اس میں ہندوؤں کے خلاف ڈاکٹر امبیڈکر کی طرف سے لکھے گئے حصوں کو بھی کٹوا دیں گے۔ مکھ منتری کے مذکورہ اعلان کے بعد مہاراشٹر کے دلتوں اور ان کی حمایتی سیاسی پارٹیوں نے اس کے خلاف کام شروع کر دیا۔ آج اس کتاب کی وجہ سے مہاراشٹر میں حالت اس قدر خراب ہو گئی ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ کہیں مہاراشٹر میں اس مدعے کو لے کر جاتیوں کی لڑائی ہی شروع نہ ہو جائے۔

ڈاکٹر امبیڈکر کی مرتیو کے بعد جب ان کے گھر میں ان کی طرف سے لکھی گئی رچناؤں کو لے کر لڑائی جھگڑا شروع ہوا تھا تو اس وقت مہاراشٹر سرکار نے ان کی سبھی رچنائیں اپنے قبضہ میں لے لی تھیں۔ سرکار کو کیا پتہ تھا کہ وہ اپنے گلے میں بلاوجہ مصیبت کا پھندہ ڈال رہی ہے۔ بہرحال پھر ۱۹۷۶ میں مہاراشٹر سرکار نے ایک ڈاکٹر امبیڈکر سورس میٹریل پبلیکیشن کمیٹی بھی قائم کر دی۔ اس کمیٹی کا صدر پردیش کے وزیر تعلیم کو بنایا گیا۔ اس دوران اس کمیٹی کی دیکھ ریکھ میں ڈاکٹر امبیڈکر کی طرف سے لکھی ہوئی رچناؤں کے آدھار پر تین کتابیں چھپ چکی ہیں لیکن اس چوتھی کتاب کے چھپنے پر جس کا نام "رڈلس اِن ہندوازم" رکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر امبیڈکر کی طرف سے ہندوؤں کے دیوتاؤں پر نکتہ چینی کرنے پر یہ جھگڑا شروع ہو گیا۔ اس کتاب میں چھپی رچناؤں میں ڈاکٹر امبیڈکر نے ویدوں منوسمرتی اور ہندوازم پر کافی کچھ لکھا ہے۔ کتاب کے اس حصہ سے تنازعہ کی شروعات ہوئی ہے۔ جس میں "رڈلس آف راما اینڈ کرشنا" کے عنوان سے ڈاکٹر امبیڈکر نے رامائن اور مہابھارت پر تفصیل سے نکتہ چینی کی ہے۔

کتاب کے اس حصہ میں ڈاکٹر امبیڈکر لکھتے ہیں کہ رام اور کرشن بھگوان نہیں ہیں جبکہ یہ عام جنتا میں وہ بھگوان کے طور پر مقبول ہیں وہ لکھتے ہیں کہ رام اور کرشن بھی ہماری طرح آدمی تھے۔ کیونکہ انہوں نے بھی ہماری طرح غلطیاں کی تھیں اور ان میں بھی آدمیوں والی کمزوریاں تھیں۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے ان باتوں کو ماننے کے لئے بامیکی اور دیاس کی طرف سے لکھے پورانوں کی تفصیل اس کتاب میں دی ہے۔

اس کتاب میں ڈاکٹر امبیڈکر نے بھگوان رام اور کرشن کے رامائن اور مہابھارت میں کئے گئے کاموں پر کھل کر نکتہ چینی کی ہے۔ ڈاکٹر امبیڈکر کے مطابق ان مذکورہ کاموں کی وجہ سے وہ پوجا کے یوگیہ نہیں ہیں۔

ڈاکٹر امبیڈکر ... لکھتے ہیں کہ کس طرح بالی اور سگریو کی لڑائی میں بھگوان رام نے بالی کو بغیر وارننگ کے مار ڈالا۔ وہ کہتے ہیں کہ حالانکہ سیتا نے اپنی پاکیزگی ثابت کرنے کے لئے اگنی پریکشا دی پھر بھی رام نے اسے بعد میں بن باس بھیج دیا۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے بھگوان رام کی طرف سے اس شودر کے مارے جانے پر بھی نکتہ چینی کی ہے۔ جو شودر یوگ کے دیا یام کر رہا تھا۔ کیونکہ اُلو دعیا میں کوئی بھی شودر یا نیچی ذات کا آدمی اپنی روحانی طاقت کو بڑھا نہیں سکتا تھا۔ بھگوان کرشن کے بارے میں ڈاکٹر امبیڈکر یہاں تک لکھتے ہیں کہ کرشن نے گوپیوں کے ساتھ جو چھیڑ چھاڑ کی ہے اس کارروائی کے لئے کوئی بھی آدمی سماج میں مذمت کا پاتر ہو سکتا ہے۔

اس کتاب میں آگے چل کر ڈاکٹر امبیڈکر نے الزام لگایا ہے کہ رامائن مہابھارت اور ان سبھی ویدوں پورانوں میں جان بوجھ کر براہمن جاتی کو اونچا دکھایا گیا ہے۔ اس کتاب کی شروعات میں ڈاکٹر امبیڈکر نے لکھا ہے کہ ہندوؤں کو یہ بات خود سمجھنی چاہیئے کہ انہیں کس طرح دھرم کے نام پر براہمنوں نے دھوکا دیا ہے۔ رامائن اور مہابھارت کے علاوہ ڈاکٹر امبیڈکر نے اپنی کتاب میں آگے چل کر ویدوں پر بھی کھلی نکتہ چینی کی ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سب لکھتے وقت انہیں معلوم ہے کہ وہ ایک بھاری خطرہ مول لے رہے ہیں۔ لیکن انہیں اس کی بالکل پروا نہیں ہے۔ ڈاکٹر امبیڈکر نے ویدوں کے بارے میں اس کتاب میں کیا لکھا ہے۔ مہاراشٹر میں اس کتاب کو لے کر جھگڑا کیسے شروع ہوا اور ڈاکٹر امبیڈکر کی طرف سے ہندوؤں کے دیوتاؤں کی مذمت پر ہندو ودوانوں نے کیا جواب دیئے ان سبھی باتوں کا ذکر میں اپنے کل کے لیکھ میں کروں گا۔ (باقی)

(ہند سماچار ۵ جنوری ۱۹۸۸ء صفحہ ۲)

● شری اشونی کمار اپنے مضمون کی دوسری قسط میں لکھتے ہیں:۔

اپنی کتاب "رڈلس اِن ہندوازم" میں آگے چل کر ویدوں کی مذمت کرتے ہوئے ڈاکٹر امبیڈکر لکھتے ہیں کہ براہمنوں نے ویدوں کے ذریعہ اپنی حمایت اور اپنے آپ کو اونچا ثابت کرنے کے لئے ایک بھاری شرارت کی ہے۔ ڈاکٹر کے مطابق اگر بھارت کو ترقی کرنی ہے تو ان کو جڑ سمیت اکھاڑ پھینکنا ہو گا۔ ڈاکٹر امبیڈکر کے الفاظ میں؟

"وید بے کار کتابوں کا ایک سیٹ ہیں۔ انہیں پوتر اور سدھانتوں کی کتابیں کہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کسی میں یہ کہنے کی ہمت نہیں کہ ایسی بے کار کتابوں کو کس لئے پوتر کہا جائے جن میں سوائے اس کے کہ اپنے دشمنوں کو نیست و نابود کرنے اور ان کی لوٹی ہوئی جائیداد اپنے پیروکاروں کو دینے کے لئے قبائلی دیوی دیوتاؤں کا آہوان کیا گیا ہے۔"

اسی کتاب میں آگے چل کر ڈاکٹر امبیڈکر لکھتے ہیں۔

"ہندوؤں کا دل و دماغ ایسے خیالات سے آزاد ہونا چاہیئے۔ ان کی نجات کے بغیر بھارت کا کوئی مستقبل نہیں۔ میں نے یہ بخوبی جانتے ہوئے یہ کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے کہ اس میں خطرہ ہے۔ میں اس کے نتائج سے نہیں ڈرتا۔ اگر جنتا کے خیالات کو مشتعل کرنے میں کامیابی ملے تو مجھے اس میں خوشی ہو گی۔"

"یہ ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ سائنسی آدھار پر انسانیت اور مایوسی و سلعار کے جذبات کو فروغ دے۔ اور اس کی اسے پوری آزادی ہے۔"

جب ڈاکٹر امبیڈکر کی مذکورہ کتاب چھپ گئی اور بازار میں فروخت ہونی شروع ہو گئی تو شیو سینا اور اکھل بھارتیہ مراٹھی مہا سنگھ نے مہاراشٹر سرکار کے سامنے ڈاکٹر امبیڈکر کی طرف سے ہندوؤں کے جذبات سے کھیلنے کے خلاف پروٹسٹ کیا۔ دباؤ میں آکر مہاراشٹر سرکار نے اس کتاب کو بازار سے واپس لینے کا اعلان کر دیا۔ مہاراشٹر سرکار نے یہ بات بھی مان لی کہ وہ لبنیر بلکی کتابوں میں سے یہ حصے کٹوا دے گی۔ یہاں یہ بات دھیان دینے یوگیہ ہے کہ اس کتاب کو خود مکھ منتری شری چوان اور پردیش کے وزیر تعلیم شری رام میگھا نے اپنی طرف سے اپنے قلم سے پاٹھکوں کو پیش کیا ہے۔ جب مہاراشٹر سرکار نے ودھان سبھا میں اس کتاب کو واپس لینے کا اعلان کر دیا تو اپوزیشن بنچوں نے اس قدم پر زوردار پروٹسٹ کیا۔ مہاراشٹر سرکار کی طرف سے اس کتاب کو واپس لینے کے خلاف بمبئی ... دلتوں نے زبردست مارچ کیا۔ اس تنازعہ کی آڑ میں ان لوگوں کو ... [illegible]

واڑہ یونیورسٹی کا نام بدل کر ڈاکٹر امبیدکر یونیورسٹی رکھنے کی مانگ کر رہے تھے۔ اسی دوران یہ معاملہ ہائیکورٹ میں پہنچ گیا ہے۔ بے شک اس کیس کی ابھی شنوائی شروع نہیں ہوئی ہے۔

مراٹھی بھاشا کے پروفیسر اے۔ کے کابلے اور انجنیئرنگ کے ایک ودیارتھی نے بمبئی ہائیکورٹ میں مہاراشٹر سرکار کی طرف سے اس کتاب کو واپس لینے کے خلاف کیس درج کیا ہے۔ اس اپیل میں ان دونوں لوگوں نے آئین کی دفعہ ۱۹ (۱) (اے) کا حوالہ دیتے ہوئے جس کے تحت لکھنے بولنے اور پڑھنے کی آزادی دی گئی ہے کے بارے میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ دفعہ ۵ (اے) (ایچ) کے تحت اس کتاب کو روکنا آئین کے خلاف ہے۔

مَیں اب اس لیکھ میں اس تنازعہ کے بارے میں زیادہ آئینی اور قانونی پہلوؤں کی طرف نہیں جانا چاہتا۔ ڈاکٹر امبیدکر کی لکھی اس کتاب کے بارے میں ہندو ودوانوں کا یہ کہنا ہے کہ رام کے جنم کے بارے میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ راجہ دشرتھ رام کے پتا تھے۔ ان ہی کے آشیرواد سے ہی کوشلیا کی کوکھ سے رام نے جنم لیا تھا۔ یہ بات غلط ہے کہ رام کی بہت سی بیویاں تھیں۔

ڈاکٹر امبیدکر کی طرف سے لکھی گئی کتاب میں بالی کے مارے جانے کو ایک دھوکا اور ڈرپوک پن قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ہندو ودوانوں کے مطابق رام کے پاس بالی کو اس طرح سے مارنے کا کوئی نہ کوئی پوشیدہ اور پوتر کارن ضرور ہوگا اس پوشیدہ کارن کا نہ ہمیں پتہ ہے اور نہ ہی کبھی پتہ چلے گا۔ ہم انسانی عقل سے بھگوان رام کے بارے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ ہم بھگوان رام کے کاموں پر بھی کوئی تبصرہ کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ راون کو مارنے کے بعد بھگوان رام نے پہلے وبھیشن کا راج تلک کیا پھر ماتا سیتا سے ملے۔ نکتہ چینی کرنے والوں کی نظروں میں ایسا کر کے رام نے سیتا کی بھاونائوں کا انادر کیا۔ نکتہ چینی کرنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ رام نے سیتا کو یہ بتایا تھا کہ انہوں نے راون سے اس کی وجہ سے جنگ نہیں کی ہندو ودوانوں کے مطابق ان دونوں باتوں کے دوسرے پہلوؤں کو دیکھنا بھی ضروری ہے۔ رام نے انسان کے روپ میں اسی لئے اوتار لیا تھا۔ تاکہ راون کو ختم کیا جا سکے۔ جب کہ سیتا کا ہرن اس کا مکھیہ کارن بنا۔ اسی لئے تو بھگوان رام نے سیتا ماتا سے یہ کہا تھا کہ انہوں نے ان کے لئے راون کو نہیں مارا بلکہ انہوں نے تو راون کا انت دھرم اور نیائے کی رکشا کے لئے کیا ہے۔ رام کو انسان کا روپ اسی لئے دھارن کرنا پڑا کیونکہ راون کو بھگوان شو کا وردان تھا کہ انسان کو چھوڑ کر دیوتا۔ راکشش اور جانور سے وہ مر نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ رام نے انسان کا اوتار لیا اس لئے ان میں آدمی کی بھاونائیں اور پریم پیدا ہونا ضروری تھا۔ اسی لئے تو جب راون سیتا کو اُٹھا لے گیا تو رام بہت روئے تھے۔ سیتا کو بن باس بھیجنے پر ہندو ودوانوں کی رائے یہ ہے کہ اس وقت رام راجہ تھے۔ اس لئے انہیں اپنی جنتا کی بھاونائوں کے آگے جھکنا پڑا۔ اسی لئے تو اپنے عوامی عکس کو صاف رکھنے کی خاطر رام نے سیتا کو بن باس بھیجا لیکن رام نے سیتا کو بُلایا نہیں۔ اشومیدھ یگیہ کے وقت سیتا ان کے ساتھ تھیں۔

بھگوان کرشن کی طرف سے گوپیوں سے راس لیلا پر نکتہ چینی کے جواب میں ہندو ودوان کہتے ہیں کہ اس وقت کرشن صرف سات یا آٹھ سال کے تھے جب کہ گوپیوں کی عمر ان سے بہت بڑی تھی۔ کرشن بہت پیارے تھے اس لئے ہر کسی کا من ان کے ساتھ کھیلنے کو کرتا تھا۔ جب کہ ان کے دور میں جوان کرشن کو گوپیوں کے ساتھ کھیلتا دکھایا گیا ہے۔ کرشن کا رادھا سے سمبندھ ویسا ہی تھا جیسا کہ بھگوان اور اس کی پجارن کا ہوتا ہے۔ رادھا اور کرشن کے پریم کا آدھار جسمانی نہیں تھا بلکہ ان کے سمبندھ تو پریم پیار اور آنند پر آدھارت تھے۔

اس لیکھ کے انت میں مَیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تھا کہ کون ٹھیک کہہ رہا ہے۔ میری رائے میں رام ورودھی اور حمایتی گٹوں کو اب یہ سوچنا چاہیئے کہ ان کی طرف سے اُٹھائے گئے اس تنازعہ سے سماج میں تناؤ تو پیدا نہیں ہو رہا۔ اس سے بھی بڑھ کر ہمارے آئین میں ہمیں یہ ادھیکار نہیں ملا ہے کہ ہم اپنے دیوتاؤں کا انادر کریں۔ ڈاکٹر امبیدکر نے تو خود اپنے ہاتھوں سے ہمارا آئین لکھا ہے۔ ان کی نظروں میں تو سیکولرزم کے تحت بھارت کے سبھی دھرموں کو برابر ادر ملنا چاہیئے۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو بھگوان رام اور بھگوان کرشن کا نام کیوں بدنام کیا جا رہا ہے۔

(ہند سماچار ۶ر جنوری ۱۹۸۸ء صفحہ ۱) (ختم شد)

فرقہ ناجیہ

از محترمہ سیدہ مقتدرۃ النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھوبنیشور

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ"

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالسنۃ بحوالہ ترمذی)

یعنی ایک زمانہ ایسا آئے گا جب میری اُمت تہتر ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سے سوائے ایک کے باقی سب آگ میں ڈالے جائیں گے۔ لوگوں نے دریافت کیا' یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہوں گے جو حق پر ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اس طریق پر ہونگے جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ اور بعض روایات میں ہے وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ پس جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی سنت پر چلنے والا ہے۔ وہ ناجی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کی ایک امتیازی علامت آیت قرآن اُدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (یوسف ۱۹) میں دعوت الی اللہ اور تبلیغ اسلام بتائی گئی ہے۔ نیز حدیث کی روایت وَھِیَ الْجَمَاعَۃُ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ متفرق افراد نہیں بلکہ ایک جماعت ہوگی اور ان کا ایک واجب الاطاعت امام ہوگا۔ ظاہر ہے یہ دونوں امتیازی باتیں سوائے جماعت احمدیہ کے کسی اور فرقہ میں دکھائی نہیں دیتیں۔ جو اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ ہی ناجی فرقہ ہے۔

یہ امر واقع ہے کہ جس طرح جماعت احمدیہ اشاعتِ اسلام کا کام سر انجام دے رہی ہے اور آج زمانے میں الجماعت کہلانے کی مستحق بھی یہی جماعت ہے کسی اور فرقہ کی ایسی تنظیم نہیں ہے کہ وہ ایک امام کے ماتحت ہو۔ گویا جماعتِ احمدیہ تہتر فرقوں میں سے ایک ہی الجماعت اور ایک ہی دعوتِ اسلام میں ممتاز ہے۔ پس حدیث کی علامت کے مطابق فرقہ ناجیہ جماعتِ احمدیہ ہے۔

نہایت افسوس ہے کہ عام طور پر جماعتِ احمدیہ کے مخالفین ہمیشہ اس سلسلہ کو بدنام کرنے اور اسے مٹانے کے لئے مختلف قسم کی غلط فہمیاں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ وہ اُن سے گریز کرتے ہیں اور ہمیشہ وہی فرسودہ حربے استعمال کرتے ہیں۔ جو انبیاء گذشتہ کے مخالفین اختیار کرتے رہے اس کے باوجود وہ ہمیشہ اپنے مقصد میں ناکام و نامراد ہی ہوتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب عالمگیر شہرت حاصل کر چکی ہے۔ اس کی مرکزی جمعیت "حبل المتین" سے وابستہ ہے۔ اور اب خدا کے فضل سے ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو جماعتِ احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہو رہی ہے۔ جبکہ دوسرے تمام فرقوں کا شیرازہ رفتہ رفتہ بکھرتا چلا جا رہا ہے۔

ہمیں تعجب ہے کہ پڑھے لکھے لوگ خود تحقیق کیوں نہیں کرتے جماعت احمدیہ کا لٹریچر کیوں نہیں پڑھتے۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان دین کے سچے خادموں اور دُنیا کے پرستاروں میں فرق کر سکیں۔؟

یوں تو امام وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کے لئے بہت سے دلائل ہیں۔ لیکن اگر انسان سوچے کہ اس کی عقل اور فہم اس کو غلط رستے پر لے جا رہی ہیں تو اس کا آسان ترین طریقہ ہے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنا۔ اگر کوئی شخص بغیر تعصب کے کچھ دن دُعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی رہنمائی کرے گا۔ اور اس کے لئے ہدایت کا راستہ کھول دے گا۔ سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کا سب سے آسان طریق یہی ہے۔ وید بالہ

اللہ تعالیٰ ہمارے مخالفین کو سنجیدگی سے اس نہج پر سوچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواستِ دُعا:- محترمہ والدہ صاحبہ مکرم سید تنویر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر نشر و اشاعت کو آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی میں داخل کیا گیا ہے۔ مختلف قسم کے ڈاکٹری ٹیسٹ کئے جا رہے ہیں۔ تاہم مرض کی صحیح تشخیص ابھی تک نہیں ہو سکی۔ موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے قارئین سے درخواست دُعا ہے۔ (ادارہ)

شاہراہ غلبہ اسلام پر

ہماری کامیاب تبلیغی اور تربیتی مساعی

گیا (بہار) کے دو احمدی نوجوانوں کی قابل قدر تبلیغی مساعی

عزیز مکرم سیّد ناصر احمد صاحب گیا (بہار) سے لکھتے ہیں کہ نفسیات کے مضمون میں ملک گیر سطح پر سند کا درجہ رکھنے والے جناب ڈاکٹر شونا تھ سنگھ پرنسپل دیروفیسر گیا کالج گیا مگدھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے بعد دوسری اہم شخصیت ہیں۔ منجملہ دیگر خوبیوں کے موصوف کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو یہ بھی ہے کہ آپ مذہبی رواداری کے قائل ہیں۔ جس سے متأثر ہو کر برادرم رضی احمد طالب علم مہاراجہ کالج آرہ اور خاکسار نے سال نو کے آغاز پر موصوف کی خدمت میں انگریزی ترجمۃ القرآن کا بابرکت روحانی تحفہ پیش کیا۔ جسے انتہائی عقیدت اور بشاشت کے ساتھ قبول کرتے ہوئے موصوف نے وعدہ فرمایا کہ وہ کلام پاک کا بغور مطالعہ کریں گے' اس موقعہ پر انہیں جماعت احمدیہ سے بھی متعارف کرایا گیا۔

اسی طرح اُردو کے ایک ریسرچ سکالر کو "مناظرہ یادگیر" دیا گیا جس کا وہ گہری دلچسپی سے مطالعہ کر رہے ہیں قبل ازیں ان سے مختلف دینی مسائل پر ہماری تفصیلی گفتگو بھی ہوتی رہی ہے۔ موصوف رسالہ "مشکوٰۃ" کے بھی خریدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں انشراح صدر عطا فرمائے اور ہماری حقیر مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ ساگر

محترمہ فہیم النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ ساگر تحریر فرماتی ہیں کہ مورخہ ۷ر اور ۸ر دسمبر کو خاکسار کے مکان پر مقامی لجنہ اور ناصرات کا علیحدہ علیحدہ یک روزہ سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں مختلف دینی' علمی اور ورزشی مقابلے کرائے گئے اور اوّل' دوم' سوئم آنے والی ممبرات کو خصوصی انعامات دیئے گئے۔ صدارت اور ججمنٹ کے فرائض خاکسار نے ادا کئے۔

لجنہ اماء اللہ جڑچرلہ کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبیؐ

محترمہ ثروت پروین صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ جڑچرلہ رقمطراز ہیں کہ مورخہ ۲۳/۱۲/۸۷ کو زیر صدارت محترمہ خواجہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ' غیر احمدی محلہ میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ جس میں عزیزہ نیلوفر فاطمہ کی تلاوت قرآن کریم اور عزیزہ امۃ الحفیظ کی نظم خوانی کے بعد محترمہ امۃ العلیم صاحبہ' عزیزہ امۃ الحفیظ' سیدہ ارشاد فاطمہ' ساجدہ بیگم اور محترمہ صدر صاحبہ نے تقاریر کیں اور محترمہ دردانہ شاہین صاحبہ' سیدہ نیلوفر فاطمہ' سیدہ ارشد فاطمہ اور ناصرات کی تین بچیوں نے نعتیں پڑھیں۔ اختتامی دُعا کے بعد حاضرات میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ احمدی مستورات اور بچیوں کے علاوہ دس غیر از جماعت بہنیں بھی جلسہ میں شریک ہوئیں۔ الحمد للہ۔

بھدرک ریلوے سٹیشن پر تقسیم لٹریچر

مکرم محمد رحمت اللہ صاحب معلم وقفِ جدید بھدرک اطلاع دیتے ہیں کہ ماہ دسمبر میں بھدرک سے قریباً ۲۶ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع مقام دعام نگر میں ہر سال کی طرح عرس کا میلہ لگا۔ جس میں شمولیت کے لئے غیر احمدی احباب دُور دُور سے آئے تھے۔ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مکرم مولوی مطلوب احمد صاحب خورشید اور خاکسار نے تین احمدی خدام کے ہمراہ بھدرک ریلوے سٹیشن پہنچ کر عرس میں شمولیت کی غرض سے آنے والے زائرین اور علماء میں بکثرت جماعتی لٹریچر تقسیم کیا۔ بعض غیر مسلم دوستوں کو بھی لٹریچر دیا گیا اور ان سے زبانی تبادلہ خیالات کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج مترتب فرمائے۔ آمین

اعلیٰ کامیابی

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگان سلسلہ کی دُعاؤں کے طفیل عزیزم عبد المومن ٹاک سلمہ نے کشمیر میڈیکل کالج سرینگر سے ایم بی۔ بی۔ ایس کے فائنل امتحان میں اعلیٰ کامیابی حاصل کی ہے۔ الحمد للہ۔

اس خوشی میں پچاس روپے شکرانہ وا عانت بدر میں ادا کرتے ہوئے قارئین کی خدمت میں مزید دُعاؤں کے لئے عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کے ہاتھ میں شفا دے' انسانیت اور سلسلہ حقہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا کرے اور دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔ آمین

خاکسار۔ عبد الحمید ٹاک یاری پورہ (کشمیر) نزیل قادیان

درخواست ہائے دُعا

● برادرم عزیزم مسعود احمد صاحب ڈار سیکرٹری مال جماعت احمدیہ آسنور جلسہ کے بعد شدید بیمار ہو گئے۔ اب سری نگر ہسپتال میں داخل ہیں۔ اسی طرح عزیز فاروق احمد سلمہ ابن برادرم مکرم عبد الغفار صاحب بھی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ہر دو عزیزان کی کامل وعاجل شفایابی کے لئے قارئین سے درخواست دُعا ہے۔

خاکسار۔ جلال الدین ڈار نزیل قادیان

● جناب نام دیو آتمارام نے اعانت بدر میں پچیس روپے ڈالے ہیں۔ موصوف جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء میں بھی شرکت فرما چکے ہیں اور اب عنقریب بیعت کرنے والے ہیں۔ ان کے نیک مقاصد میں کامیابی اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے بزرگان و احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ منظور احمد حیدر آباد

● مکرم فتح محمد صاحب گجراتی درویش عرصہ قریباً دو ماہ سے فریش ہیں اور ضعیف العمری میں بیماری کے طوالت اختیار کر لینے کی وجہ سے بہت زیادہ کمزور ہو گئے ہیں۔ موصوف کی کامل وعاجل شفایابی اور صحت وسلامتی کے لئے ● مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب مقیم مغربی جرمنی اعانت بدر میں پینتیس روپے ادا کر کے اپنی دینی اور دنیوی ترقیات کے لئے ● مکرم عطا الٰہی خان صاحب مقیم فرینکفرٹ (مغربی جرمنی) نزیل قادیان اپنی دینی و دنیوی ترقیات اور بخیر وعافیت واپس مغربی جرمنی پہنچنے کے لئے ● مکرم محمد منیر الدین صاحب احمدی موضع ہسری ضلع لوہردا گا (بہار) اپنے بیٹے عزیز محمود احمد سلمہ کی بی اے کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے قارئین بدر سے دُعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

انتقال پُر ملال

افسوس! میرے چھوٹے بھائی عزیز رشید احمد ملک مورخہ ۲۴/۱۲ کو کمپنی کے کام کے سلسلہ میں قریباً بیس فٹ بلند پہاڑی سے نیچے گر کر شدید طور پر مجروح ہو جانے کی وجہ سے مورخہ ۲۵/۱۲ کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

مرحوم جماعت احمدیہ مسقط کے امیر تھے اور جماعتی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ فطرتاً بہت نیک' مخلص' غریب پرور اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ انہوں نے مسجد احمدیہ آسٹریلیا کے لئے پانچ ہزار ڈالر سے زائد اور بیوت الحمد منصوبہ میں ایک لاکھ روپیہ (پاکستانی) چندہ ادا کیا۔ اکثر محلہ کی مساجد کی بھی مالی اعانت کرتے رہتے تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ' بڑا لڑکا عزیز جمال سلمہ' ربہ (عمر ۱۵ سال)' بیٹی عزیزہ ثمرہ سلمہا (عمر ۱۱ سال) اور چھوٹا بیٹا عزیز بلال سلمہ' ربہ (عمر ۳ سال) اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ موصی ہونے کی وجہ سے بغرض تدفین بہشتی مقبرہ مرحوم کا جنازہ ربوہ لے جایا جا رہا ہے۔ قارئین بدر سے عزیز مرحوم کی مغفرت و بلندیٔ درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی سوگوار بیوہ اور بچوں کا کفیل اور کارساز ہو۔ آمین۔

خاکسار۔ غمزدہ بھائی ملک محمود احمد مقیم مسقط۔ سلطنت اومان

پروگرام دورہ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر بیت المال آمد برائے صد سالہ جوبلی فنڈ

جماعتہائے احمدیہ صوبہ بنگال۔ اڑیسہ۔ آندھرا اور کرناٹک کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۱۶ ۱/۸۸ سے مکرم چوہدری سعید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر بیت المال آمد مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق وصولی و اضافہ جوبلی فنڈ کے سلسلہ میں دورہ کریں گے لہذا جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین سلسلہ سے موصوف کے ساتھ کماحقہ' تعاون کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ متعلقہ جماعتوں کے عہدیداران مال کو بذریعہ خطوط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

ناظر بیت المال آمد

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۱۶ ۱/۸۸	حیدرآباد / سکندرآباد	۱۰ ۲/۸۸	۸	۱۸ ۲/۸۸
کلکتہ	۱۸ ۱/۸۸	۱۰	۲۸				
کھدرک	۲۹	۲	۳۱	یادگیر	۱۸	۳	۲۱
کٹک	۳۱	۳	۳ ۲/۸۸	بنگلور	۲۱	۲	۲۳
بھوبنیشور	۳	۳	۶	دہلی	۲۴	۳	۲۷
کیرنگ	۶	۴	۱۰	قادیان	۲۸ ۲/۸۸	-	-

پروگرام دورہ انسپکٹران نظارت بیت المال آمد

جماعت ہائے احمدیہ صوبہ تامل ناڈو۔ کیرالہ۔ کرناٹک۔ مہاراشٹر۔ بہار۔ یوپی اور راجستھان کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ نظارت ہذا کے انسپکٹران درج ذیل پروگرام کے مطابق لغرض پڑتال حسابات و وصولی چندہ جات اور تشخیص بجٹ ۸۹-۱۹۸۸ء دورہ کریں گے۔ لہذا جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین و معلمین حضرات سے کماحقہ' تعاون کی درخواست ہے۔ متعلقہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو بذریعہ خطوط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

ناظر بیت المال آمد

پروگرام دورہ مکرم مولوی مظفر احمد صاحب فضل برائے صوبہ تامل ناڈو، کیرالہ اور کرناٹک

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۲ ۲/۸۸	وانیم بلم	۲۵ ۲/۸۸	۲	۲۷ ۲/۸۸
مدراس	۴ ۲/	۴	۸	کروہ ٹی	۲۷	۱	۲۸
قیوالاشی	۹	۱	۱۰	کانکولم	۲۸	۱	۲۹
میہ پالم	۱۰	۱	۱۱	چتھو پریم	۲۹	۱	۱ ۳/۸۸
ستان کوم	۱۱	۱	۱۲	الانلور	۱ ۳/۸۸	۱	۲
کوٹار / سرن کوڈی	۱۲	۱	۱۳	موریاکتی	۲	۱	۳
				منارگھاٹ	۳	۱	۴
تنکرن کوٹل	۱۳	۱	۱۴	پالگھاٹ	۴	۱	۵
ٹوٹی کورین	۱۴	۱	۱۵	کاواشیری / پیہ کرا	۵	۱	۶
کرونا گاپلی / آدی ناڈ	۱۵	۳	۱۸	پٹی پورم	۶	۱	۷
آلیپی	۱۸	۱	۱۹	کالیکٹ	۷	۴	۱۱
ارناکولم۔ کوچین	۱۹	۲	۲۱	کنانور کڈلائی	۱۱	۲	۱۳
آنیرا پورم	۲۱	[illegible]	۲۲	ٹیلی چیری	۱۳	۱	۱۴
موائی پوزہ	۲۲	۱	۲۳	کوڈالی	۱۴	۱	۱۵
کالیکٹ	۲۳	۱	۲۴	منور	۱۵	۱	۱۶
کوڈیا تھور	۲۴	۱	۲۵	پینگاڈی	۱۶	۲	۱۸

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
موگرال	۱۸ ۳/۸۸	۲	۲۰ ۳/۸۸	بلاری	۲ ۴/۸۸	۱	۳ ۴/۸۸
مرکرہ	۲۰	۳	۲۳	تیماپور	۳	۱	۴
منگلور	۲۳	۳	۲۶	دیودرگ	۴	۱	۵
شیموگہ	۲۶	۲	۲۸	یادگیر	۵	۴	۹
ساگر۔ سورب	۲۸	۱	۲۹	شاہ آباد	۹	۱	۱۰
ہبلی	۲۹	۱	۳۰	گلبرگہ	۱۰	۱	۱۱
لونڈہ	۳۰	۱	۳۱	عثمان آباد	۱۱	۲	۱۳
بلگام / ساونت واڑی	۳۱	۲	۲ ۴/۸۸	اٹارسی	۱۸	۱	۱۹
				قادیان	۲۱ ۴/۸۸	-	-

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمود احمد صاحب خادم برائے صوبہ بہار، یوپی اور راجستھان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۲ ۲/۸۸	صالح نگر	۱۳ ۳/۸۸	۱	۱۴ ۳/۸۸
دہلی	۳ ۲/۸۸	۳	۶	جے پور	۱۴	۱	۱۵
بیاور	۷	۲	۹	کشن گڑھ	۱۵	۱	۱۶
رانچی	۱۰	۲	۱۲	اودے پور	۱۶	۱	۱۷
سملیہ بسری	۱۲	۲	۱۴	کامٹہ	۱۷	۱	۱۸
بھاگلپور	۱۴	۲	۱۶	جھانسی	۱۸	۱	۱۹
برہ پورہ	۱۶	۲	۱۸	سکرا	۱۹	۱	۲۰
خانپور ملکی بلہر	۱۸	۳	۲۱	مودھا	۲۰	۱	۲۱
بلاری	۲۱	۱	۲۲	کانپور	۲۱	۲	۲۳
مونگھیر	۲۲	۱	۲۳	بہوہ۔ [illegible]	۲۳	۱	۲۴
بھاگلپور	۲۳	۱	۲۴	سہسور	۲۴	۱	۲۵
پاکوڑ	۲۴	۱	۲۵	لکھنؤ	۲۵	۲	۲۷
مظفرپور	۲۵	۱	۲۶	فیض آباد	۲۷	۱	۲۸
موتی ہاری	۲۶	۱	۲۷	گونڈہ	۲۸	۱	۲۹
بھرت پور سیوان	۲۷	۱	۲۸	شاہجہانپور / کشیا	۲۹	۴	۲ ۴/۸۸
پٹنہ	۲۸	۲	۱ ۳/۸۸				
گیا	۱ ۳/۸۸	۱	۲	بریلی	۲ ۴/۸۸	۱	۳
اردل	۲	۱	۳	امروہہ	۳	۲	۵
آرہ	۳	۱	۴	ہاپوڑ۔ دہلی	۵	۲	۷
بنارس	۴	۱	۵	میرٹھ	۷	۱	۸
لکھنؤ	۵	۲	۷	انبیٹہ	۸	۱	۹
کانپور	۷	۳	۱۰	بجوپورہ	۹	۱	۱۰
بھوگاؤں / مین پوری	۱۰	۱	۱۱	کرنال	۱۰	۱	۱۱
				ستھلانہ	۱۱	۱	۱۲
ننگل گھونڈ	۱۱	۱	۱۲	تلاکور	۱۲	۱	۱۳
سانڈسن	۱۲	۱	۱۳	قادیان	۱۴ ۴/۸۸	-	-

جلسہ یوم مصلح موعودؓ

جملہ صدر صاحبان، امراء و مبلغین کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں میں ۲۰ر فروری ۱۹۸۸ء بمطابق ۲۰ر تبلیغ ۱۳۶۷ ہش جلسے منعقد کر کے پیشگوئی مصلح موعودؓ کا پس منظر اور جلسہ کی غرض و غایت احباب جماعت پر واضح کریں، اور جلسوں کی روئیداد مرتب کر کے نظارت دعوۃ و تبلیغ میں بھجوائیں، تا کہ اخبار بدر میں رپورٹوں کا خلاصہ شائع کرا دیا جا سکے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

شانِ خاتم الانبیاءؐ

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف دلنشین پہلوؤں پر آفسیٹ طباعت سے آراستہ بارہ دیدہ زیب رسالوں کا ایک سیٹ شائع کیا گیا ہے۔ جو صرف ۱۵ روپے منی آرڈر بھجوا کر درج ذیل ایڈریس سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

تصحیح | ۱۵ تبوک (ستمبر) کے شمارے میں پیش لفظ کے نیچے سہو کتابت سے ۱۹۸۷ء کی بجائے ۱۹۷۸ء لکھا گیا ہے۔ احباب اس کی تصحیح فرمالیں۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔ پن کوڈ 143516

دینی معلومات کا

بنیادی نصاب

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان نے مکرم حبیب اللہ خان صاحب ایم۔ایس سی ربوہ کی مرتبہ کتاب "دینی معلومات کا بنیادی نصاب" شائع کی ہے۔

232 صفحات پر مشتمل آفسیٹ طباعت سے آراستہ اس کتاب کا ہر گھر میں رہنا ضروری ہے کیونکہ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کے مسائل۔ سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین اور سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے احمدیت اور تحریکات کا تعارف نیز رسوم و بدعات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے کرام کے ارشادات اور وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعودؑ۔ اجرائے نبوت کے متعلق دلائل وغیرہ غرضیکہ اسلام و احمدیت سے متعلق نہایت مختصر اور جامع رنگ میں ایسا بنیادی معلومات کا ذخیرہ اس میں جمع کر دیا گیا ہے جس سے ہر فرد جماعت کو آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ انصار اللہ کے دینی نصاب ۱۹۸۸ء میں اس کتاب کا ۱/۳ حصہ شامل کیا گیا ہے۔ جملہ انصار نیز دیگر احباب اس مفید کتاب کو منگوا کر استفادہ کریں۔

قیمت صرف ۱۲ روپے علاوہ محصول ڈاک

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

درخواست دعا | خاکسار کی والدہ محترمہ بوجہ نمونیہ بیمار ہیں ان کی شفایابی، بھتیجے عزیز واجد علی جو گاندربل کشمیر کے لئے امتحان میں انٹرویو ہونے والا ہے کی نمایاں کامیابی کے لئے نیز مکرم حبیب اللہ خان صاحب افغانی آف سہارنپور اور ان کے اہل و عیال کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

قاری نواب احمد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD

PHONE :- 275475
RESI :- 273903 } CALCUTTA-700073

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA

PHONE-279203

CARDBOARD BOX MFG. CO

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ✦ جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCT

PLOT NO. 6 GROUND FLOOR, OLD CHAKALA

OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

BOMBAY - 400099

PHONE { OFFICE :- 6348179
RESI :- 629389

ھُوَالنَّاصِر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں!

الرؤف جیولرز

۱۴۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔ شمالی ناظم آباد۔ کراچی

(فون نمبر: 617096)

ارشاد خداوندی

سَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اپنے رب کی طرف سے نازل ہونے والی بخشش کی طرف جلدی بڑھو۔

AUTOWINGS

آٹو ونگس

13-SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS-600004

PHONE { 76360
74350

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِيْ إِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کرینگے }

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سناکٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"

(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہؑ)

NO.75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.C. ROAD BANGLORE - 560002.
PHONE :- 228666.

محتاجِ دعا:۔ اقبال احمد جاوید مع برادران جے۔ این روڈ لائینز اینڈ جے این انٹرپرائسز

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" } ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس، گڈلک الیکٹرانکس،

کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)　　انڈسٹریل روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی۔ وی اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6-ALBERT VICTOR ROAD FORT
GRAM:- MOOSA RAZA
PHONE :- 605558 } BANGALORE - 560002

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے!

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders
WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC CHAPPALS
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD. 500002
PHONE. NO. 522860

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۱۳)

"ALLIED" ٹیلیگرام

الائیڈ پروڈکٹس،

سپلائرز:۔ کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینوس اور ہارن ہوفس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۴۰ عقب کاچیگوڑہ ریلوے سٹیشن، حیدر آباد ۵۰۰۰۲۷ (آندھرا پردیش)

"خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب اسکے مقبول ستائے جاتے ہیں"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۲)

NIR®

CALCUTTA-15

چپل نمبر نے ہیں:۔
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب سلیپر ہوائی چپل فینسی ربڑ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے